لکھنؤ
تعمیرِ حیات
پندرہ روزہ

عالم گیر اور آخری رسالت کا قرآنی اعلان

عالم اسلام میں کسی بھی درسگاہ کی خواہ وہ مدینۃ الرسول صلے اللہ علیہ وسلم ہی میں کیوں نہ قائم ہو، یہ پہلی ذمہ داری ہے کہ سب سے پہلے وہ نعمت نبوت کے سمجھنے کی طرف توجہ کرے جس سے بڑھ کر اللہ تعالے نے کوئی نعمت نہیں اتاری اور اس نعمت کی قدر اور شکر کے ساتھ اس کے سرگرم حامیوں اور داعیوں میں ہو اور وہ زندگی کی رزم گاہ میں جہاں جاہلیت، ارتداد اور الحاد کے پرچم ہر طرف لہرا رہے ہیں، وہ ہولنے محمدی اور خیمہ مصطفوی کے سایہ میں آجانے اور زندگی کے ہر محاذ پر خواہ وہ فکری و اعتقادی ہو یا عملی و انتظامی، اخلاقی و اجتماعی ہو، یا تمدنی و سیاسی اسلام کی سر بلندی کے لئے اپنے کو وقف کردے۔

کسی بھی اسلامی دانش گاہ کے فارغین و متوسلین کا دائمی شعار اور ان کا سب سے گرانقدر مقصد نبوت اور اس کے طریقۂ کار کا ہر فکر و فلسفہ، مذہب و مسلک فکر کے ہر ڈھنگ، زندگی کے ہر رنگ اور انسانیت و تمدن کے ہر آہنگ پر ترجیح دینا اور اسے برتر سمجھنا چاہئے۔

قرآنی اسالیب میں سے ایک اسلوب بیان وہ بھی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر رسالت اور آپ کی شریعت کے تعارف میں استعمال ہوا ہے، یہ بلند آہنگ اعلانات و تصریحات ثابت کرتی ہیں کہ نبوتوں اور آسمانی رسالتوں کا سلسلہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر تمام ہوگا، چنانچہ قرآن مجید نے واضح عربی زبان میں جس میں کوئی پیچیدگی اور الجھاؤ نہیں، یہ کہا کہ یہ دین اپنے کمال، انسانی ضروریات کی تکمیل اور بقائے دوام کی اہلیت وصلاحیت کی ارتقائی منزل پر پہنچ گیا، چنانچہ ارشاد ہوا۔

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا"
آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا

(حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ ۔ از "منصب نبوت" ص۔۔)

فی شمارہ پانچ روپے
سالانہ ۔۔ روپے
۲۵ اکتوبر ۱۹۹۶ء

Regd No. LW/NP56
Fax No.: (0522)330020
FORTNIGHTLY
Principal off : 372336
Guest House : 323864

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (India) Rs-5/-

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف
صندل سے تیار کردہ خوشبو
دار عطریات، عمدہ و اعلیٰ
قسم کے روغنیات و عرق
کیوڑہ، عرق گلاب
و دیگر عطریات کی
ایک قابل اعتماد دوکان۔ ایک مرتبہ
تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں
IZHAR AHMAD & SONS
PERFUMERS
CHOWK, LUCKNOW-3
خط و کتابت کا پتہ
SHOP. 241176
RES. 268898
اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس، چوک لکھنؤ

آپ کی خدمت میں جدید و دلکش
سونے چاندی کے زیورات کیلئے
ہمارا نیا شوروم
گہنہ پیلس
حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں
ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ
فون نمبر ۲۶۰۴۳۳

تعمیر حیات
میں
اشتہار دیکر
اپنی تجارت کو
فروغ دیں

مئو کے نورانی تیل کی خاص
پہچان
لیبل پر لائسنس نمبر
U-18/77 اور کیپ کے اوپر
MAU CITY دیکھ کر خریدیں
نورانی تیل
درد، زخم، چوٹ کیلئے جیبی مشہور دوا
انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن (یو-پی)

چشمہ ساگر
جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے۔
AUTO REFRCCTO METER AR-860
فوٹو کرامک، کوٹیڈ لینس، ہائی انڈیکس، ریزی لینس، فینسی
پاور و دھوپ کے چشموں کا خاص مقام۔
ایک بار خدمت کا موقع دیں
آپٹیشین۔ اے۔ رحمٰن (علیگ)
شنکر جی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج۔ اعظم گڑھ

۱۷/۱۰ ۱۲۳۷۸۹

پندرہ روزہ

تعمیر حیات

لکھنؤ

مجلس صحافت ونشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۳۴	۲۵ اکتوبر ۱۹۹۷ء مطابق ۲۲ جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ	شمارہ نمبر ۲۴

:- زیر نگرانی :-
مولانا قاضی معین اللہ صاحب ندوی (نائب ناظم ندوۃ العلماء)
مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس صاحب ندوی (معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء)
مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء)
پروفیسر وصی احمد صدیقی صاحب (معتمد مالیات ندوۃ العلماء)

:- مدیر مسئول :-
شمس الحق ندوی

:- مجلس ادارت :-
مولانا نذر الحفیظ ندوی، مولانا محمد خالد ندوی
مولانا عبداللہ حسنی ندوی، ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون

سالانہ ——— ۱۰۰ روپئے
فی شمارہ ——— پانچ روپئے
:- بیرونی ممالک فضائی ڈاک :-
ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک
——— ۲۵ ڈالر
:- بیرونی ممالک بحری ڈاک :-
بحری ڈاک جملہ ——— ۱۰ ڈالر

اِس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہوچکا ہے، لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین وادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ سو روپئے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

گذارش

خط وکتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کیساتھ مکمل نام وپتہ ضرور لکھیں، خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ ——— مینیجر

خط وکتابت کا پتہ

مینیجر تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 یوپی
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت ونشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں

پرنٹر پبلشر شاہد حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کراکے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا

حامد

درس حدیث

قسط نمبر ۱

کشتی نجات

ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز جرمن ٹریننگ کالج جدہ سعودیہ
ترجمہ: — شمس الحق ندوی

عن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: مثل القائم علی حدود اللہ والواقع فیہا کمثل قوم استہموا علی سفینة فأصاب بعضہم أعلاھا وبعضہم أسفلہا فکان الذین فی أسفلہا إذا استقوا من الماء مروا علی من فوقہم فقالوا لو أنا خرقنا فی نصیبنا خرقا ولم نؤذ من فوقنا فإن یترکوھم وما أرادوا ھلکوا جمیعا وإن أخذوا علی أیدیہم نجوا ونجوا جمیعا

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کے حدود (یعنی احکامات) پر عمل پیرا ہونے والے اور حدود (یعنی احکامات) کو توڑنے والے کی مثال ایسے لوگوں کی ہے کہ ایک کشتی پر سوار ہونے کے لیے قرعہ اندازی کی بعض لوگوں کے نام اوپر کی منزل کا قرعہ نکلا اور بعض لوگوں کے نام نیچے کی منزل کا قرعہ نکلا تو جن لوگوں کے نام نیچے کا قرعہ نکلا تھا وہ پانی لینے کے لیے اوپر جاتے، جب وہ اوپر والی منزل کے لوگوں کے پاس سے پانی لے کر گذرتے تو ان کو خیال ہوتا کہ ہماری وجہ سے ان لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، ان لوگوں نے باہم مشورہ کیا کہ اگر ہم لوگ اپنے حصہ (یعنی نچلی منزل) میں سوراخ کر لیتے تو یہیں سے پانی لے لیتے) اور اوپر والوں کو تکلیف نہ پہونچاتے۔ اب اگر اوپر کی منزل کے لوگ ان نیچے والوں کو اپنی منزل میں سوراخ کرنے دیں تو (نتیجہ یہ ہوگا کہ جہاز میں پانی بھر جائے گا) اوپر نیچے دونوں منزلوں کے لوگ ڈوب جائیں گے، اور اگر اوپر والوں نے نیچے والوں کو جہاز میں سوراخ کرنے سے روک دیا تو بچ جائیں گے اور سب کے سب زندہ وسلامت رہیں گے۔

یہ حدیث ادب وبلاغت کی اعلیٰ مثال ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (بھلائی کا حکم برائی سے روکنے) کی اہمیت کو نہایت عام فہم انداز میں بیان کرتی ہے، اور یہ بتاتی ہے کہ فرد اور جماعت ایسے ہی جماعت اور فرد میں کیا باہمی تعلق اور ایک دوسرے کی فکر ہونی چاہیے۔

حدیث فرد وجماعت دونوں ہی پر کچھ ضروری ذمہ داریاں ڈالتی ہے اور دونوں کے لیے حقوق کی ترتیب قائم کرتی ہے۔ اسلام اس باہمی فکر وتعاون پر غیر معمولی توجہ دیتا ہے اتنا کہ دونوں کی مصلحتیں گویا ایک ہیں۔ اور جزا وسزا کا وہ نظام قائم کرتا ہے کہ زندگی کے مختلف شعبوں میں خواہ وہ معنوی ہوں یا مادی فرد وجماعت دونوں میں سے جو بھی اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں کوتاہی کرے جزا وسزا کا یکساں نفاذ ہوگا۔

لہٰذا امت کے ہر فرد کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی خصوصی ذمہ داری کو ادا کرے، اسلام ذمہ داری کو اچھی طرح انجام دینے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت قرار دیتا ہے، اس لیے کہ خصوصی عمل وذمہ داری کا پھل اور نتیجہ جماعت ہی کے حق میں جاتا ہے، اور بالآخر اس کا فائدہ اسی کو پہونچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ) (سورہ توبہ ۱۰۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں کشتی کی مثال دیکر جس خوبی وباریکی کے ساتھ معاشرہ کے اندر پائے جانے والے اچھے اور برے لوگوں کی، پرہیزگاروں اور بدکرداروں کی تصویر کشی فرمائی ہے، وہ بڑی چشم کشا اور عام فہم مثال ہے معاشرہ ایک کشتی ہے جو سمندر کے اندر زوردار موجوں اور زبردست طوفان میں چل رہی ہے۔ معاشرہ کی اس کشتی کے سواروں نے قرعہ اندازی کرکے اپنے کو دو قسموں میں بانٹ لیا ہے۔ ایک کشتی کے بالائی حصہ میں ہے (یعنی خوشحال متکبر لوگ) جو کائنات کے حسن وجمال، کھلے آسمان اور زندگی کے دلکش قدرتی مناظر اور اڑتے ہوئے پرندوں کو دیکھ کر لطف اندوز ہو رہی ہے۔ دوسری قسم کشتی کے نچلے حصے میں ہے، پانی میں ہے، وہ اوپر کے قدرتی مناظر سے اور لطف ومزہ سے محروم ہے، ان کو وہ لطف ومزہ حتیٰ کہ پانی تک میسر نہیں جو اوپر کے لوگوں کو حاصل ہے، یہ لوگ پانی اوپر سے لاتے ہیں۔ جب اوپر آنے جانے کی

(باقی ص ۳۰ پر)

اس شمارے میں

۱	درس حدیث	ڈاکٹر لقمان اعظمی ندوی	۲
۲	نبوت کی تکمیل (اداریہ)	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۵
۳	سلسلۂ نبوت کا خاتمہ	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۷
۴	حاکم مختار	مولانا ابوالکلام آزادؒ	۱۰
۵	غیرت ایمان کا امتحان	مولانا سید واضح رشید ندوی	۱۵
۶	اسلامی نشأۃ میں حضرت مولانا کا حصہ	محمد الیاس ندوی بھٹکلی	۱۸
۷	قاری صدیق احمد باندویؒ	پروفیسر محمد اجتباء ندوی	۲۲
۸	سماجی وادبی انقلاب	مولانا محمد خالد ندوی	۲۵
۹	واشنگٹن کے سیاہ فام	محمد قیصر حسین ندوی	۲۷
۱۰	مطالعہ کی میز پر	ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی	۲۸
۱۱	سوال وجواب	محمد طارق ندوی	۳۰

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی
۲۔ فی کاپی ۱۰/= روپئے کے حساب سے زرضمانت پیشگی روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم سینٹی میٹر Rs-20/=
۲۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا
۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

بیرون ملک نمائندے

مدینہ منورہ
Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.
P.O. Box No. 842
MADINA MUNAWWARAH-(K.S.A)

برطانیہ
MR. M. AKRAM NADWI
O.C.I.S.
St. cross college
Oxford 0x1 3TU-U.K.

ساؤتھ افریقہ
MR. M. YAHYA SALLO NADWI SB.
P.O. Box No 388
Vereninging
(S. AFRICA)

قطر
MR. ABDUL HAI NADWI SB.
P.O. Box No. 10894
DOHA-QATAR

دبئی
MR. QARI ABDUL HAMEED NADWI SB.
P.O. Box No. 12525
DUBAI- (U.A.E.)

پاکستان
MR. ATAULLAH SB.
Sector A-50, Near sau Quater
H. No. 109 Town Ship Kaurangi
KARACHI-31 (PAKISTAN)

امریکہ
DR. A.M. SIDDIQUI SB.
98-Conklin Ave
Woodmere
NEW YORK 11598 (U.S.A.)

اداریہ

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

نبوت کی تکمیل واتمام

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا مسئلہ کبھی شک وتردد کا مسئلہ نہیں رہا۔ کوئی شخص شہرت اور جھوٹی عزت کے حصول کے لیے اس میں شبہ ڈالے تو کبھی کبھی چند کم سمجھ لوگ اور وہ لوگ جن کے ذہن تضاد کا شکار رہتے ہیں اور جو اپنے دماغ کے الجھاؤ کے باعث سیدھی بات سمجھنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں وہ ایسے غیر حقیقت پسندانہ دعوی کو مان لیتے ہیں جو کوئی شاطر آدمی یا الجھے ذہن کا شخص کر دیا کرتا ہے۔

انسانی تاریخ بتاتی ہے کہ تاریخ میں سچے نبیوں کی نقل میں جھوٹے نبی بھی آتے رہے ہیں اور وہ سیدھے سادے عوام کو دھوکے میں ڈالنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ لیکن جھوٹی اور غیر منطقی بات زیادہ نہیں چلتی ہے اور سطحی قسم کا فریب جلد کھلتا رہا ہے۔ چنانچہ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسود عنسی، طلیحہ اور مسیلمہ کذاب ابھرے اور ناکام رہے۔ گذشتہ انبیاء کے زمانوں میں چونکہ خدا کو نبیوں کا سلسلہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک چلانا تھا، اس لیے اس نے ختم نبوت کا فیصلہ آپ سے قبل نہیں سنایا، کیونکہ آپ کے زمانہ تک قوموں اور امتوں کے بدلتے ہوئے مزاجوں کے لحاظ سے شریعت اور دین میں جو ترمیم واضافہ فرمایا جاتا تھا یہ ترمیم واضافہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا گیا کیونکہ آپ کے زمانہ سے تاقیامت انسانی برادری کے مزاج میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہ ہوگی۔ اس کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا "آج یعنی اب میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور اسلام کو میں نے تمہارے لیے بحیثیت دین پسند کیا"۔

دین مکمل ہو جانے کے بعد نئے نبی کی ضرورت ختم ہو گئی کیونکہ اب کوئی نئی بات بھیجی جانا نہ رہی، اب دین کو صرف پھیلانے اور عام کرنے کا کام رہ گیا تھا۔ جس کو علماء دین اور داعی حضرات بخوبی انجام دے سکتے ہیں اور انجام دے رہے ہیں۔ اور معمولی اور جزوی باتوں کے لیے ان کو اجتہاد کا حق بھی ملا ہوا ہے۔ نعمت کو پوری کر دینے سے واضح ہوا کہ جو سلسلہ اور تسلسل نبیوں کے آتے رہنے کی نعمت کا تھا وہ تسلسل پورا ہو گیا اب نبیوں کے آتے رہنے کا سلسلہ نہ رہے گا چنانچہ قرآن مجید میں آپ کو خاتم النبیین قرار دیا گیا۔ خاتم ختم کرنے والے کے معنی میں لیا جائے یا مہر کے معنی میں لیا جائے جو خط اور دستاویز کے ختم ہو جانے کی علامت ہوتی ہے۔ دونوں کا مطلب ایک ہی ہے کہ آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا، آپ سے قبل انبیاء کے تسلسل کے زمانے میں ہر ایک نبی اپنے بعد کے نبی کی اطلاع دیتا تھا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اطلاع دی کہ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ "میں بشارت دیتا ہوں ایک نبی کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہے"۔ یہاں حضرت عیسیٰ کے الفاظ برسول یعنی صرف ایک رسول کے ہیں اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اور نبی آنا ہوتا تو پھر ایک رسول کی بشارت نہ دیتے بلکہ رسولوں کا لفظ استعمال کرتے لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ تھا اس لیے حضرت عیسیٰ نے اور نہ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی نبی کے آنے کی خبر دی بلکہ اس کے برعکس فرمایا ولکن لا نبی بعدی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ بہرحال عقل ونقل کے بکثرت دلائل ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا لیکن گمراہی میں مبتلا ہونے کے جہاں بہت سے میدان رہے ہیں وہاں نبوت کے جھوٹے دعوے کا بھی ایک میدان رہا ہے۔ البتہ گمراہی کے دوسرے میدان عقل کی بے راہ روی سے تعلق رکھتے ہیں لیکن جھوٹی نبوت کا میدان اسلام کے احکام سے اور مذہب کی ضرورت وتقاضے سے غافل رہنے اور آسانی سے دھوکا کھا جانے والوں کے ساتھ مخصوص رہا ہے۔ چنانچہ غلام احمد قادیانی نے ہی نہیں بلکہ تاریخ میں متعدد اشخاص نے عوام کو بیوقوف بنانے کی کوشش کی۔ چند آدمیوں نے دھوکا بھی کھایا اور ان کو نبی مان لیا۔ لیکن بات زیادہ نہ چل سکی اور سب ناکام رہے۔ لیکن چونکہ غلام احمد قادیانی کو برطانوی حکومت کا سہارا حاصل رہا بلکہ اسی کے ایماء سے یہ کام کیا گیا اور برطانیہ کی حکومت زبردست وسائل

اور اثر رکھنے والی تھی اور شاطرانہ چالوں سے بھی خوب واقف تھی۔ وہ اسلام کے صحیح عقیدے کو بگاڑ کر مسلمانوں کی اسلامی طاقت کو پارہ پارہ کرنا چاہتی تھی چنانچہ غلام احمد قادیانی کو ہوا دی اور پشت پناہی کی جس کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ غلام احمد قادیانی نے برطانوی سامراج کی بڑی تعریفیں کی ہیں۔ اس کو اللہ کی رحمت ونعمت قرار دیا ہے اور اس کی مخالفت کو برا قرار دیا ہے حالانکہ اس حکومت نے مسلمانوں کو ہندوستان میں اور باہر کی دنیا میں بہت نقصان پہنچایا اور دشمنی کی، ہزاروں ہزار کو قتل کیا پھر وہ کافروں کی حکومت تھی کیا کسی نبی کا یہ کام ہو سکتا ہے کہ وہ ایسی حکومت کی تعریف کرے؟

انگریزوں کی طرف سے غلام احمد قادیانی کی سرپرستی اور تائید خود برطانیہ میں محفوظ ایک دستاویز سے بھی ثابت ہو چکی ہے اور اب بھی یہ سلسلہ قائم ہے۔ برطانیہ اور مغرب ومشرق دونوں کی اسلام مخالف طاقتیں اس جھوٹی نبوت کی ترویج میں برابر سہارا دے رہی ہیں انہی کے سہارے اور مدد سے جھوٹی نبوت کا یہ فتنہ ابھی تک قائم ہے بلکہ اثر ڈال رہا ہے اور چونکہ ایک فتنہ بنا ہوا ہے اس لیے اس کو ختم کرنے کے لیے مسلمان علماء اور داعیوں کو زیادہ فکر و توجہ کی ضرورت پڑ رہی ہے اس کے لیے زیادہ دلائل کی ضرورت نہیں ہے صرف اس کی حقیقت اور دھوکا بازی سے لوگوں کو ٹھیک طریقہ سے واقف کرا دیا جائے تو فتنہ خود ختم ہو جائے گا۔ علماء نے اس کے باطل ہونے کے سلسلے میں اپنے اپنے موقعوں پر وضاحت کی ہے اور آج کے زمانے میں بھی وضاحتوں کی ضرورت ہے کیونکہ غیر مسلموں پر جو اسلام کی حقانیت سے واقف نہیں اور خود سادہ لوح کچھ مسلمانوں پر اس جھوٹی نبوت کا فریب اب چل جاتا ہے اور خاص طور پر ایسی صورت میں کہ قادیانی تحریک بڑی دولت اور وسائل کی مالک ہے اور وہ اپنے غیر مسلم ہمدرد طاقتوں کے سہارے جگہ جگہ لوگوں کو گمراہ کرنے کا جال پھیلاتی جا رہی ہے لہٰذا علماء دین اور اہل غیرت مسلمانوں کا فرض ہے کہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت وخاتمیت کے خلاف کی جانے والی سازشوں کا مقابلہ کریں۔

یہاں ایک بات ضرور پیش نظر رکھنا چاہیے کہ قادیانی مبلغ جھوٹ سے بھی خوب کام لیتے ہیں اور موقع دیکھ کر اس بات سے انکار کر دیتے ہیں کہ وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ وہ یہ کہنے لگتے ہیں کہ غلام احمد آپ کے ماتحت نبی تھے لہٰذا ان کے دھوکے کو سمجھنا چاہیے۔ ان وضاحتوں سے اس جھوٹی نبوت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس فتنہ کو ختم فرمائے اور گمراہوں کو ہدایت کے نور سے منور فرمائے۔ (آمین)

مولوی عبد الباری ندوی

مہتمم مدرسہ فلاح المسلمین امین نگر تیندوا کا حادثۂ وفات

قارئین کرام خصوصاً ندوی برادری کے لیے یہ بڑی افسوسناک خبر شائع کرنی پڑ رہی ہے کہ مولوی عبد الباری ندوی جنھوں نے ندوہ سے فارغ ہونے کے بعد نو عمری ہی میں دور دراز خالص دیہات کے علاقے میں حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہٗ کے حکم سے ایک مکتب قائم کر کے تعلیم کا کام شروع کیا جس کو ترقی دیکر دار العلوم ندوۃ العلماء کی اہم شاخ بنا دیا یہاں اس وقت عالیہ ثانیہ (یعنی ششم عربی) تک تعلیم ہوتی ہے۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۷ء مطابق ۱۷ جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ کی رات میں حرکت قلب بند ہو جانے سے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کی نگرانی میں اطراف میں بہت سے مکاتب بھی قائم ہیں انھوں نے حضرت مولانا مدظلہٗ کے حکم کی تعمیل میں ویران وسنسان جگہ میں بیٹھ کر کام کرنے کی ایک اچھی مثال قائم کر دی جو دوسرے فضلائے ندوہ کے لیے نمونہ ہے۔ ادارہ تعمیر حیات مرحوم کے تمام پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔

قارئین کرام سے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

عربی زبان کو انتہائی کم عرصے میں سیکھنے کا بہترین اور سائنٹیفک ذریعہ

قرآنی عربی قرآن کریم کے ذریعے بنیادی عربی کی تعلیم

مصنف: ڈاکٹر محمد ابراہیم سورتی

(استاذ شعبہ اسلامیات سیلی اوک کالج، برمنگھم (برطانیہ)

اس کتاب میں مصنف نے قرآن پاک کی زبان سیکھنے اور سمجھنے کے لئے ایک منفرد اور مفید طریقہ تدریس اختیار کیا ہے جس میں غیر عربی داں طلبہ کے ذہن اور ضرورتوں کو خصوصی طور پر پیش نظر رکھا گیا ہے۔

کتاب کی اہم خصوصیات

* عربی زبان اور رسم الخط سے کماحقہ واقفیت کا وسیلہ * قرآنی الفاظ اور تراکیب پر مبنی اور قرآنی حوالوں سے مملو * عربی زبان کے قواعد پر محیط ۹۳ مختصر اسباق، جامع مشق کی سہولت کے ساتھ * ۹۳ نحوی قواعد کا بیان اور ان کی مثالوں کا عام فہم تجزیہ * نقشوں اور جدول سے مزین

آڈیو کیسٹ کے ذریعہ مطالعہ اور مشق کی سہولت

مفکر اسلام مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ کی رائے:

"مجھے یقین ہے کہ عربی سیکھنے کے خواہشمند طلبہ کیلئے یہ کتاب یقیناً بڑی کارگر ثابت ہوگی"

نفیس کاغذ پر دیدہ زیب طباعت صفحات ۴۸۸ قیمت ۱۵۰ روپے

بک سیلرس اور لائبریریوں کو مناسب کمیشن

ہندوستان میں واحد تقسیم کنندہ

اردو بک ریویو

1739/3 (Basement) New Kohinoor Hotel,
Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi - 110002
Ph 3289268 Fax : (011) 3255144 attn URDU

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر

سلسلۂ نبوت کے خاتمہ اور انکے بعد اسکے منقطع ہو جانے کا اعلان

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

خدائے علیم وخبیر کا ارادہ قاہر وغالب دین اسلام کو نقطۂ کمال پر پہنچانے اور اس کو ہر دور و دیار کے تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل بنانے میں پورا ہو کر رہا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کا پیغام اور دین کی امانت کو بندوں تک پہنچانے اور اللہ کے راستے میں جہاد کا پورا حق ادا کر دیا اور ایک ایسی امت تیار کر دی جس نے نبوت کا منصب پائے بغیر کار نبوت کی ذمہ داریاں سنبھال لیں اور اسے دعوت اسلام کو لے کر کھڑے ہونے دین کو تحریف و تبدیلی سے بچانے دنیا کی خیر خواہی اور ہر زمانے میں اور ہر مقام پر انسانیت کا احتساب کرنے پر مامور و متعین کر دیا گیا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ	تم بہترین امت ہو جو انسانوں کے لئے سامنے
تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ	لائی گئی ہے تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے
الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ	روکتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

خدا کے علم ازلی میں یہ پہلے سے مقدر تھا کہ دنیا میں پیغمبروں کے جانشین علم وہدایت کے روشن مینار اور ثبات واستقامت کے کوہ وقار ہر دور میں موجود رہیں گے جو اس دین کو ہر زمانے میں غلو اور زیادتی کرنے والوں کی تحریف، باطل پسندوں کے غلط انتساب اور جاہلوں کی بیجا تاویل سے بچاتے رہیں گے، تقدیر الٰہی کے اس فیصلہ کی خبر اور بشارت دیتے ہوئے زبان نبوت نے کہا۔

لا تزال طائفة من امتي ظاهرين	میری امت میں سے ایک جماعت برابر حق پر
على الحق لا يضرهم من خذلهم حتى	قائم اور غالب رہے گی اور ان کا ساتھ دینے
يأتي امر الله وهم كذالك	والا ان کا کچھ بگاڑ نہ سکے گا یہاں تک کہ خدا کا
	آخری فیصلہ (قیامت) آجائے گی اور وہ اسی
	حال میں ہوں گے۔

جب عالم تکوین وتشریع میں یہ سب طے ہو گیا تو اس کا اعلان کر دیا گیا کہ انسانوں کو ان عقائد وشریعت کی تعلیم (جس پر ان کی دنیوی فلاح اور اخروی نجات کا مدار ہے) اب وحی و ملائکہ کے ذریعہ کسی نئے نبی کے واسطے سے نہیں دی جائے گی اور نبوت و وحی کے نزول کا سلسلہ آخری طور پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کیا جا رہا ہے۔

نبوت و وحی کے نزول اور ملائکہ بالخصوص جبرئیل کے ذریعہ انبیاء سابقین اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلق خدا کی ہدایت و تعلیم پر مامور کرنے کے تذکرے سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے یہاں پر چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔

يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ	وہ فرشتوں کو پیغام دے کر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے بھیجتا ہے کہ تم یہ اعلان کر دو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھی سے ڈرو۔
وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ	اور یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے جسے امانت دار فرشتے نے آپ کے دل پر اتارا ہے تاکہ آپ بھی [illegible] ڈرانے والوں میں سے ہوں۔
وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ	کسی بشر کا یہ رتبہ نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے مگر یہ کہ وہ بات وحی کے ذریعہ ہو یا پردے کی اوٹ سے ہو یا وہ فرشتہ بھیجے [illegible] بلند و حکمت والا ہے۔
قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ	آپ کہہ دیجئے کہ اس کتاب کو روح القدس فرشتہ آپ کے رب کے پاس سے ٹھیک ٹھیک لے کر اترا ہے تاکہ ایمان لانے والوں کو ثابت قدم رکھے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت و بشارت کا سامان ہو۔
وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ	اور یہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتا یہ تو صرف وحی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے اس کو سخت قوت والے فرشتے نے سکھایا تو وہ پورے نظر آئے اور وہ بلند افق پر تھے پھر قریب ہوئے

فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی ؕ[٥] — اور آگے بڑھے تو دو کمان کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم، پھر خدا نے اپنے بندہ کی طرف جو بھیجا سو بھیجا۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَهُدًی وَّبُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ[٩] — کہہ دو کہ جو شخص جبرئیل کا دشمن ہو (اس کو غصہ میں مرجانا چاہئے) اس نے تو (یہ کتاب) خدا کے حکم سے تمہارے دل پر نازل کی ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ۙ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ۙ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ؕ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۚ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ ۚ وَمَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ[١٠] — بیشک یہ (قرآن) فرشتۂ عالی مقام کی زبان کا پیغام ہے جو صاحب قوت، مالک عرش کے ہاں اونچے درجہ والا سردار (اور) امانت دار ہے اور (مکہ والو) تمہارے رفیق (یعنی محمد) دیوانہ نہیں ہیں، بیشک انہوں نے اس (فرشتہ) کو (آسمان کے کھلے یعنی) مشرقی کنارہ پر دیکھا ہے اور وہ پوشیدہ باتوں (کے ظاہر کرنے) میں بخیل نہیں۔

لیکن یہاں تک وجدانی اور لدنی علوم اور حکم و معارف اور ان اطلاعات کا سوال ہے جو بعض پاکیزہ نفوس اور ریاضت و مجاہدہ اور علوم و حقائق کے سمندر میں غواصی کرنے والوں کو الہام کردی جاتی ہیں اور جو کچھ لوگوں کو نوائے سروش یا ندائے غیب کی صورت میں سنائی دیتی ہیں اس کا نبوت سے تو دور کا بھی تعلق نہیں، بعض اوقات اس کے لئے ہدایت وحقانیت کی بھی شرط نہیں ہوتی[١١]۔

یہ اعلان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم کردی گئی اور یہ مضمون و مفہوم ایسے صریح اور واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں، اور اس بارے میں کج بحثی اور شبہات پیدا کرنے کی کوشش وہی شخص کرے گا جس کے دل میں چور ہو یا اس سے اس کا کوئی مفاد وابستہ ہو۔

وہ صفات جو دائمی نبی اور آخری رسول ہی کے ہو سکتے ہیں

قرآن مجید نے سلسلۂ نبوت کے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ختم ہونے اور آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کی مطلق ضرورت نہ ہونے کے اظہار کے لئے گونا گوں اور نہایت بلیغ اسالیب بیان اختیار کئے ہیں، جو بیک وقت قلب و دماغ کو پورے طور پر اپیل کرنے والے ہیں، اس کے لئے کبھی تو قرآن مجید نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خصائص و اوصاف ایسے انداز میں بیان کئے ہیں، جن سے عقل سلیم رکھنے والا ہر انسان بآسانی یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ

آپ ایک زندۂ جاوید پیغمبر اور قیامت تک کے لئے قابل تقلید نمونہ اور مثالی شخصیت ہیں، چنانچہ ارشاد ہوا:-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا[١٢] — محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کردینے والے) ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

قرآن نے آپ کے آخری نبی ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے اسی قوم کی زبان اور تعبیرات سے کام لیا ہے، جن کی زبان میں وہ اترا ہے، اور جو اس کے اولین مخاطب اور اس کے سمجھنے اور پھر دنیا کو سمجھانے اور بتانے پر مامور تھے، یہ زبان ان کے درمیان رابطے، بول چال، اور ادائے مطلب کی زبان تھی، لیکن اس زبان کی خیر العقول وسعت وصلاحیت کے باوجود حقیقت ہے کہ اس میں کمال و انتہا بتانے والا کوئی لفظ "خاتم" سے بہتر موجود نہیں اور اس مطلب کے لئے یہی لفظ گفتگوؤں اور شعر و ادب میں ان کی نوک زبان رہتا تھا، اسی لئے ان کی زبان میں خاتم، ختام، اور ختم کے وہی معنی پائے جاتے ہیں، جو قرآن مراد لیتا ہے یعنی یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آخری رسول اور خاتم الانبیاء ہیں، جن کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں[١٣]۔

قرآن نے آخری رسالت کے حامل رسولؐ کی ایسی صفتیں بیان کی ہیں، جو آپ کی رسالت کی ابدیت اور بلا استثنا ہر نسل، ہر زمانہ اور ہر طبقہ کے لئے مثالی نمونہ اور اسوۂ حسنہ بننے کی صلاحیت و اہمیت کی طرف واضح اشارے کرتی ہیں، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا[١٤] — تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے خدا (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ خدا کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ[١٥] — (اے پیغمبر لوگوں سے) کہدو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا، اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دیگا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۙ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا[١٦] — اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا، اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، اور خدا کی طرف بلانے والا، اور چراغ روشن۔

یہ بات سب جانتے ہیں کہ خدائے علام الغیوب کی ذات تو بہت اعلیٰ و ارفع ہے

عقلمندوں اور بلیغ ادیبوں کا بھی یہ شیوہ نہیں کہ وہ کسی ایسے بادشاہ کی مدح و توصیف میں عمر دراز اور نفس درازی سے کام لیں جس کی سلطنت عارضی اور جس کا ستارۂ اقبال روبہ زوال ہے اور اس کی جگہ کوئی دوسرا صاحب تاج و تخت لینے والا ہے، اسی طرح ان حکیموں اور دانشوروں کی جو انجام کار پر گہری نظر رکھتے اور خوب ناپ تول کر کوئی بات کہتے ہیں یہ طینت و افتاد طبیعت نہیں کہ وہ کسی ایسے بچے کی ولادت پر مبارک باد دینے میں فصاحت و بلاغت کے جوہر دکھائیں جس کے متعلق کسی قرینہ سے معلوم ہو گیا ہو کہ اس کی زندگی مختصر اور اس کی بہار چند روزہ ہے وہ ایسی ہستی کی درازیٔ عمر اور بلند اقبالی کے گیت بلند آہنگی سے نہیں گاتے جس کے متعلق بعد میں کہنا پڑتا ہے کہ

خوش درخشید ولے دولت مستعجل بود

(ماخوذ: منصب نبوت)

---

[١] آل عمران ١١٠ [٢] مسلم بروایت ثوبان

[٣] آیات قرآنی اور انبیاء و مرسلین کے بارے میں سنت الٰہیہ پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اور عام طور پر نبوت و شریعت کے سلسلے کی وحی پیغمبروں پر ملک (فرشتہ) کے ذریعہ اور خصوصیت کے ساتھ حضرت جبرئیلؑ ہی کے واسطے سے آتی تھی اور ہم نے جو آیتیں نقل کی ہیں ان سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے لیکن اکثر متکلمین اور عقائد کی کتابوں کے مصنفین نے عام طور پر مطلق وحی کا ذکر کیا ہے، ملک یا جبرئیل امین کی تخصیص نہیں کی ہے، حالانکہ اس سلسلہ میں قرآن مجید عام طور پر اس وساطت کا ذکر کرتا ہے۔

[٤] النحل ٢ [٥] الشعراء ١٩٢-١٩٥ [٦] الشوریٰ ٥١ - اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ "یرسل رسولاً" سے مراد فرشتہ ہے۔ [٧] النحل ١٠٢۔

[٨] النجم ٣-١٠ [٩] البقرہ ٩٧ [١٠] التکویر ١٩ تا ٢٤

[١١] کبھی ایسی آوازیں غیر مسلموں کو بھی سنائی دیتی ہیں، اور اس کے بہت سے واقعات سننے میں آچکے ہیں اس کا انکار ہٹ دھرمی اور متواتر واقعات کا انکار ہے، صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- لَقَدْ كَانَ فِیْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ رِجَالٌ یُكَلَّمُوْنَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّكُوْنُوْا اَنْبِیَاءَ (بخاری بروایت حضرت ابو ہریرہ مناقب عمر) تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ الہامی باتیں کرتے تھے لیکن وہ نبی نہ تھے۔

[١٢] الاحزاب ٤٠ اس آیت کا آخری جزء "وکان اللہ بکل شیءٍ علیما" قرآن مجید کے اعجاز کا ایک نمونہ ہے یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ کسی شخص کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو کہ ایک پیغمبر قیامت تک کے لئے کیسے کافی اور مختلف انسانی نسلوں کے لئے رہنما اور اسوۂ کامل ہو سکتا ہے، اور اس کی شریعت و تعلیمات کس طرح تمام انسانی ضروریات، نئے نئے تقاضوں اور عہد بعہد کی تبدیلیوں سے عہدہ برآ ہو سکتی ہے تو اس کا جواب ان مختصر لفظوں میں دیدیا گیا کہ "وکان اللہ بکل شیءٍ علیما"۔

[١٣] ابن منظور کی لسان العرب، جوہری کی صحاح العربیہ، ابن سیدہ کی المحکم، مجد الدین فیروز آبادی کی "القاموس المحیط" اور اس کی شرح جو علامہ سید مرتضیٰ زبیدی بلگرامی کے قلم سے ہے یعنی تاج العروس اور دوسرے مستند معاجم (لغات) اور مستند تفسیریں ملاحظہ ہوں۔

[١٤] سورۃ الاحزاب ٢١ [١٥] سورۃ آل عمران ٣١ [١٦] سورۃ الاحزاب ٤٥-٤٦

بفضلہ
بہترین مٹھائیوں اور بیکری مصنوعات سے وابستہ نام — سلیمان عثمان
چند خاص مصنوعات، افلاطون، ڈرائی فروٹ برفی، ڈرائی ڈریمر برفی، انجیر پاک، اخروٹ پاک، انڈا پاک، بادام کا زعفرانی حلوہ، بادامی حلوہ، سوہن حلوہ، بادامی سوہن حلوہ، کاجو کتلی، کاجو رول، رنگ کیک... اس کے علاوہ کاجو بسکٹ اور دیگر کئی قسم کے لذیذ خستہ نان خطائیاں۔
شیریں رواج بشیریں مزاج
سلیمان عثمان مٹھائی والے
٣٨٥٢٩٦٦، ٣٨٥٠٠٥٩
Fax: 009122 6341635 Telex: 011-79341 BARI IN

نئے پرانے دردوں، زخموں، گٹھیا، فالج، درد سر اور دانتوں وغیرہ کی بیماریوں کے لئے ٥٠ سالہ پرانی عجیب و غریب یونانی دوا
دل آرام تیل رجسٹرڈ ٤٩٨
تیار کردہ حکیم قاسم حسین لکھنؤ
اسٹاکسٹ:- ہارون جنرل اسٹور جھنڈی لکھنؤ۔
نوٹ:- جاندار دھات، اکورہ یا شوگر سے جلد شفایابی کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں فون نمبر 248567

خط و کتابت کرتے وقت
خریداری نمبر اور اپنا پتہ
صاف اور خوش خط تحریر فرمائیں (ادارہ)

حاکم مختار تو اللہ ہی ہے

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

لوگ دنیا میں سینکڑوں قوموں کے محکوم ہیں، ماں باپ کے محکوم ہیں۔ دوست واحباب کے محکوم ہیں، استاد اور مرشد کے محکوم ہیں، امیروں حاکموں اور بادشاہوں کے محکوم ہیں، اگرچہ وہ دنیا میں بغیر کسی زنجیر اور بیڑی کے آئے تھے، مگر دنیا نے ان کے پاؤں میں بہت سی بیڑیاں ڈال دی ہیں۔

لیکن مومن ومسلم ہستی وہ ہے۔ جو صرف ایک ہی کی محکوم ہے۔ اس کے گلے میں محکومی کی ایک بوجھل زنجیر ضرور ہے، پر مختلف سمتوں میں کھینچنے والی بہت سی ہلکی زنجیریں نہیں ہیں۔ وہ ماں باپ کی اطاعت اور فرماں برداری کرتا ہے۔ کیوں کہ اس کے ایک ہی حاکم نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے وہ دوستوں سے محبت رکھتا ہے کیوں کہ اسے رفیقوں اور ساتھیوں کے ساتھ سچے برتاؤ کی تلقین کی گئی ہے وہ اپنے بزرگ اور ہر بڑے کا ادب ملحوظ رکھتا ہے کیوں کہ اس کے ادب آموز حقیقی نے اسے ایسا ہی بنایا ہے۔ وہ بادشاہوں اور حاکموں کا حکم بھی مانتا ہے۔ کیوں کہ حاکموں کے ایسے حکموں کے ماننے سے اسے نہیں روکا گیا ہے۔ جو اس کے حاکم حقیقی کے حکموں کے خلاف نہ ہوں۔ وہ دنیا کے ایسے بادشاہوں کی اطاعت بھی کرتا ہے۔ جو اس کی آسمانی بادشاہت کی اطاعت کرتے ہیں، کیوں کہ اسے تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرے۔ لیکن یہ سب کچھ جو وہ کرتا ہے تو اس لئے نہیں کرتا کہ ان سب کے اندر کوئی حقیقت مانتا اور ان کو جھکنے کی جگہ سمجھتا ہے۔ بلکہ صرف اس لئے کہ اطاعت ایک ہی کے لئے ہے، اور حکم صرف ایک ہی کا ہے جب اس ایک ہی حکم دینے والے نے ان سب باتوں کا حکم دے دیا تو ضروری ہے کہ خدا کے لئے ان سب بندوں کو بھی مانا جائے، اور اللہ کی اطاعت کی خاطر وہ اس کے بندوں کا بھی مطیع ہو جائے۔

بس فی الحقیقت دنیا میں ہر انسان کے لئے بے شمار حاکم اور بہت سی جھکانے والی قوتیں ہیں لیکن مومن کے لئے صرف ایک ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں، وہ صرف اس کے آگے جھکتا ہے۔ اور صرف اسی کو مانتا ہے۔ اس کی اطاعت کا حق صرف ایک ہی کو ہے۔ اس کی پیشانی کے جھکنے کی چوکھٹ ایک ہی ہے اور اس کے دل کی خریداری کے لئے بھی ایک ہی خریدار ہے۔ وہ اگر دنیا میں کسی دوسری ہستی کی اطاعت کرتا بھی ہے تو صرف اسی ایک کے لئے، اس لئے اس کی بہت سی اطاعتیں بھی اس ایک ہی اطاعت میں شامل ہو جاتی ہیں۔

مقصود ماز دیر وحرم جز حبیب نیست
ہر جا کنیم سجدہ بداں آستاں رسد

حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں اپنے ساتھیوں سے کیا پوچھا تھا؟

ءَ ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار۔

بہت سے معبود بنا لینا بہتر ہے، یا ایک ہی قہار و مقتدر خدا کو پوجنا؟

یہی وہ خلاصۂ ایمان واسلام ہے۔ جس کی ہر مومن ومسلم کو قرآن کریم نے تعلیم دی ہے کہ:

"ان الحکم الا للہ امر الا تعبدوا الا ایاہ"

تمام جہان میں اللہ کے سوا کوئی نہیں جس کی حکومت ہو۔ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کو نہ پوجیں اور کسی کو اپنا معبود بنائیں"

یہی "دین قیم" ہے۔ جس کی پیروی کا حکم دیا گیا۔

"ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون ہ"

حدیث صحیح یہ ہے کہ فرمایا:

"لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق"

جس بات کے ماننے میں خدا کی نافرمانی ہو اس میں کسی بندے کی فرماں برداری نہ کرو۔ (بخاری ومسلم)

اسلام نے یہ کہہ کر فی الحقیقت ان تمام ماسوی اللہ اطاعتوں اور فرمانبرداریوں کی بندشوں سے مومنوں کو آزاد وحر کامل کر دیا۔ جن کی بیڑیوں سے تمام انسانوں کے پاؤں بوجھل ہو رہے تھے۔ اور اس ایک ہی جملہ میں انسانی اطاعت اور پیروی کی حقیقت اس وسعت اور احاطہ کے ساتھ سمجھا دی کہ اس کے بعد اور کچھ باقی نہ رہا۔ یہی ہے جو اسلامی زندگی کا دستور العمل ہے اور یہی ہے جو مومن کے تمام اعمال واعتقادات کی ایک مکمل تصویر ہے۔

اس تعلیم الٰہی نے بتلا دیا ہے کہ جتنی اطاعتیں جتنی فرماں برداریاں، جتنی وفاداریاں اور جس قدر بھی تسلیم واعتراف ہے۔ صرف اسی

وقت تک کے لئے ہے جب تک کہ بندے کی بات ماننے سے خدا کی بات نہ جاتی ہو۔ اور دنیا والوں کے وفادار رہنے سے خدا کی حکومت کے آگے بغاوت نہ ہوتی ہو۔ لیکن اگر کبھی ایسی صورت پیش آجائے کہ اللہ اور اس کے بندوں کے احکام میں مقابلہ آپڑے تو پھر تمام اطاعتوں کا خاتمہ، تمام عہدوں اور شرطوں کی شکست، تمام رشتوں اور ناطوں کا انقطاع اور تمام دوستیوں اور محبتوں کا اختتام ہے۔ اس وقت نہ تو حاکم حاکم ہے نہ بادشاہ، بادشاہ۔ نہ باپ، باپ ہے نہ بھائی بھائی۔ سب کے آگے تمرد، سب کے ساتھ انکار، سب کے سامنے سرکشی، سب کے ساتھ بغاوت پہلے جس قدر نرمی تھی اتنی ہی اب سختی چاہئے پہلے جس قدر اعتراف تھا اتنا ہی اب تمرد چاہئے۔ پہلے جس قدر فرماں برداری تھی۔ اتنی ہی اب نافرمانی مطلوب ہے۔ پہلے جس قدر جھکاؤ تھا۔ اتنا ہی اب غرور ہے کیوں کہ رشتے کٹ گئے اور عہد توڑ ڈالے گئے۔ رشتہ دراصل ایک ہی تھا اور یہ سب رشتے اسی ایک رشتے کی خاطر تھے۔ حکم ایک ہی تھا۔ اور یہ سب اطاعتیں اسی ایک ہی اطاعت کے لئے تھیں۔ جب ان کے ماننے میں اس سے انکار اور ان کی وفاداری میں اس سے بغاوت ہونے لگی تو جس کے حکم سے رشتہ جوڑا تھا، اسی کی تلوار نے کاٹ بھی دیا۔ اور جس کے ہاتھ نے ملایا تھا اسی کے ہاتھ نے الگ بھی کر دیا۔ کہ

"لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق"

سرور کائنات اور سید المرسلین سے بڑھ کر مسلمانوں کا کون آقا ہو سکتا ہے؟ لیکن خود اس نے بھی جب عقبہ میں انصار سے بیعت لی تو فرمایا کہ والطاعۃ فی معروف میری اطاعت تم پر اسی وقت تک کے لئے واجب ہے جب تک کہ میں تم کو نیکی کا حکم دوں۔ جب اس شہنشاہ کونین کی اطاعت مسلمانوں پر نیکی ومعروف کے ساتھ مشروط ہے تو پھر دنیا میں کون بادشاہ۔ کون سی حکومت، کون سے پیشوا، کون سے رہنما اور کون سی قومیں ایسی ہو سکتی ہیں۔ جن کی اطاعت ظلم وعدوان کے بعد بھی ہمارے لئے باقی رہے؟

آدم کی اولاد، دو کی محکوم نہیں ہو سکتی۔ وہ ایک سے ملے گی۔ دوسرے کو چھوڑے گی ایک سے جوڑے گی۔ دوسرے سے کٹے گی۔ پھر خدارا مجھے بتلاؤ کہ ایک مومن کس کو چھوڑے گا اور کس سے ملے گا؟ ایک ملک کے دو بادشاہ نہیں ہو سکتے۔ ایک باقی رہے گا، ایک کو چھوڑنا پڑے گا۔ پھر مجھے بتلاؤ کہ مومن کی اقلیم دل کس کی بادشاہت قبول کرے گی؟ کیا وہ اس سے ملے گا جس کی حالت یہ ہے کہ:

ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل

خدا نے جس کو جوڑنے اور ملانے کا حکم دیا ہے وہ اسے توڑتے اور جدا کرتے ہیں!

کیا اس کی بادشاہت قبول کرے گا، جس کی حالت کی تصویر یہ ہے؟

وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

وہ دنیا میں فتنہ وفساد پھیلاتے ہیں۔ اور انجام کار وہی ناکام ونامراد رہیں گے۔

اور کیا اس کی بادشاہت سے گردن موڑے گا جو پکارتا ہے کہ:

یٰٓاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ

اے غافل انسان! کیا ہے جس کے گھمنڈ نے تجھے اپنے مہربان اور پیار کرنے والے آقا سے سرکش بنا دیا ہے؟

مگر آہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ؛

تم اس شہنشاہ حقیقی کی حکومت سے کیونکر انکار کروگے جس نے تمہیں اس وقت زندہ کیا جبکہ تم مردہ تھے۔ وہ تم پر پھر موت طاری کرے گا اس کے بعد دوبارہ زندگی بخشے گا۔ پھر تم سب اسی کے پاس بلائے جاؤ گے۔

دنیا اور اس کی حکومتیں فانی ہیں۔ ان کے جبروت وجلال کو ایک دن شہنشاہ خدائے منتقم وقہار کے بھیجے ہوئے فرشتہ ہائے عذاب انقلاب وتغیرات کے حربے کر اترنے والے ہیں ان کے قلعے مسمار ہو جائیں گے۔ ان کی تلواریں کند ہو جائیں گی۔ ان کی فوجیں ہلاک ہوں گی۔ ان کی توپیں ان کو پناہ نہ دیں گی۔ ان کے خزانے ان کے کام نہ آئیں گے۔ ان کی طاقتیں نیست ونابود کر دی جائیں گی۔ ان کا تاج غرور ان کے سر سے اتر جائے گا۔ ان کا تخت جلال وعظمت ختم ہوتا نظر آئے گا۔

ویوم تشقق السمآء بالغمام ونزل الملآئکۃ تنزیلاہ الملک یومئذ الحق للرحمٰن ط وکان یوما علی الکافرین عسیرا ہ

اور جس دن آسمان ایک بادل کے ٹکڑے پر سے پھٹ جائے گا۔ اور اس بادل کے اندر سے فرشتے جوق در جوق اتارے جائیں گے۔

پھر اس دن جب کہ رب الافواج اپنے ہزاروں ہزار قدوسیوں کے ساتھ نمودار ہوگا اور ملکوت السمٰوت والارض کا نقیب پکارے گا۔

لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار ہ

آج کے دن کس کی بادشاہی ہے؟ کسی کی نہیں صرف خدائے واحد وقہار کی۔

تو اس وقت کیا عالم ہوگا۔ ان انسانوں کا جنھوں نے بادشاہ ارض وسما کو چھوڑ کر مٹی کے تودوں کو اپنا بادشاہ بنالیا ہے۔ اور ان کے حکموں کی اطاعت کو خدا کے حکموں کی اطاعت پر ترجیح دیتے ہیں؟ آہ اس دن وہ کہاں جائیں گے۔ جنھوں نے انسانوں سے صلح کرانے کے لئے خدا سے جنگ کی۔ اور اپنے اس ایک آقا کو ہمیشہ اپنے سے روٹھا ہوا رکھا؟ وہ پکاریں گے پر جواب نہ دیا جائے گا۔ وہ فریاد کریں گے پر سنی نہ جائے گی وہ توبہ کریں گے پر قبول نہ ہوگی۔ وہ نادم ہوں گے پر ندامت کام نہ دے گی۔

اے انسان! اس دن کے لئے تجھ پر افسوس ہے "ویل یومئذ للمکذبین" "وقیل ادعوا شرکاءکم فلم یستجیبوا لھم" ان سے کہا جائے گا کہ اب اپنے ان خداوندوں اور حاکموں کو پکارو۔ جن کو تم خدا کی طرح مانتے تھے اور خدا کی طرح ان سے ڈرتے تھے وہ پکاریں گے پر کچھ جواب نہ پائیں گے۔)

پس وہ معلم الٰہی، وہ داعی ربانی وہ مبشر ونذیر، وہ رحمۃ للعالمین، وہ محبوب رب العالمین، وہ سلطان کونین آگے بڑھے گا۔ اور حضور خداوندی میں عرض کرے گا۔

"وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا
ھٰذا القرآن مھجورا"ط

اے پروردگار! افسوس ہے کہ میری امت نے قرآن کی ہدایتوں اور تعلیموں پر عمل نہ کیا اور اس سے اپنا رشتہ کاٹ لیا اسی کا نتیجہ ہے جو وہ آج بھگت رہے ہیں۔

اللّٰھم صل وسلم علیہ وعلیٰ الہٖ
وصحبہ واتباعہ الیٰ یوم الدین!

پس سفر سے پہلے زادِ راہ کی فکر کرلو اور طوفان سے پہلے کشتی بنالو۔ کیوں کہ سفر نزدیک ہے اور طوفان کے آثار ظاہر ہوگئے ہیں۔ جن کے پاس زاد راہ نہ ہوگا۔ وہ بھوکے مریں گے اور جن کے پاس کشتی نہ ہوگی وہ سیلاب میں غرق ہوجائیں گے۔ جب تم دیکھتے ہو کہ مطلع غبار آلود ہوا اور دن کی روشنی بدلیوں میں چھپ گئی تو تم سمجھتے ہو کہ برق وباراں کا وقت آیا۔ پھر تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ دنیا کی امن وسلامتی کا مطلع غبار آلود ہورہا ہے۔ دین الٰہی کی روشنی ظلمت کفر وطغیان میں چھپ رہی ہے مگر تم یقین نہیں کرتے کہ موسم بدلنے والا ہے اور تیار نہیں ہوتے کہ انسانی بادشاہتوں سے کٹ کر خدا کی بادشاہت کے مطیع ہوجاؤ۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا کے تخت جلال کی منادی پھر بلند ہو اور اس کی زمین صرف اسی کے لئے ہوجائے۔ حَتّٰی لَاتَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّ یَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ ط

آہ! ہم بہت سوچکے اور غفلت وسرشاری کی انتہا ہوچکی۔ ہم نے اپنے خالق سے ہمیشہ غرور کیا لیکن مخلوق کے سامنے کبھی بھی فروتنی سے نہ شرمائے۔ ہمارا وصف یہ بتلایا گیا تھا کہ:

اذلۃٍ علی المومنین اعزۃٍ علی الکافرین ط
مومنوں کے ساتھ نہایت عاجز و نرم مگر
کافروں کے مقابلہ میں نہایت مغرور وسخت۔

ہمارے اسلافِ کرام کی یہ تعریف کی گئی تھی کہ:

اشداءُ علی الکفار رحماءُ بینھم
کافروں کے لئے نہایت سخت ہیں پر
آپس میں نہایت رحم والے اور مہربان!

پر ہم نے اپنی تمام خوبیاں گنوادیں اور دنیا کی مغضوب قوموں کی تمام برائیاں سیکھ لیں ہم اپنوں کے آگے سرکش ہوگئے اور غیروں کے سامنے ذلت سے جھکنے لگے۔ ہم نے اپنے پروردگار کے آگے دستِ سوال نہیں بڑھایا لیکن بندوں کے دسترخوان کے گرے ہوئے ٹکڑے چننے لگے ہم نے شہنشاہِ ارض وسما کی خداوندی سے نافرمانی کی لیکن زمین کے چند جزیروں کے مالکوں کو اپنا خداوند سمجھ لیا۔ ہم پورے دن میں ایک بار بھی خدا کا نام ہیبت اور خوف کے ساتھ نہیں لیتے پر سیکڑوں مرتبہ اپنے غیر مسلم حاکموں کے تصور سے لرزتے اور کانپتے رہتے ہیں۔

یا ایھا الانسان ماغرک بربک الکریم الذی خلقک فسواک فعدلک فی ای صورۃ ماشاء رکبک ط کلا بل تکذبون بالدین وان علیکم لحافظین ط کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون ان الابرار لفی نعیم ط وان الفجار لفی جحیم ط یصلونھا یوم الدین وما ھم عنھا بغائبین وما ادرٰک مایوم الدین ط ثم ما ادرٰک مایوم الدین ط یوم لاتملک نفس لنفس شیئا والامر یومئذ للّٰہ ط

اے سرکش انسان! کس چیز نے تجھے اپنے مہربان اور محبت کرنے والے پروردگار کی جناب میں گستاخ کردیا ہے؟ وہ کہ اس نے تجھے پیدا کیا، تیری ساخت درست کی تیری خلقت کو اعتدال بخشا اور جس صورت میں چاہا تیری شکل کی ترکیب، کی پھر یہ کس کی وفاداری ہے جس نے تجھے اس سے باغی بنادیا ہے؟ نہیں اصل یہ ہے کہ تمہیں اس کی حکومت کا یقین نہیں حالانکہ تم پر اس کی طرف سے ایسے بزرگ نگرانِ کار متعین ہیں، جو تمہارے اعمال کا ہر آن حساب کرتے رہتے ہیں اور تمہارا کوئی فعل بھی ان کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ یاد رکھو کہ ہم نے ناکامی اور کامیابی کی ایک تقسیم کردی ہے خدا کے اطاعت گزار بندے عزت ومراد اور فتح وکامرانی کے عیش ونشاط میں رہیں گے اور بدکار ونافرمان خدا کی بادشاہی کے دن نامرادی وہلاکت کے عذاب میں مبتلا ہوں گے جس سے کبھی نکل نہ سکیں گے۔ یہ خدا کی بادشاہی کا دن کیا ہے؟ وہ دن جس میں کوئی کسی کے لئے کچھ نہ کرسکے گا۔ اور صرف خدا ہی کی اس دن حکومت ہوگی۔

اس سے پہلے کہ خدا کی بادشاہی کا دن نزدیک آئے کیا بہتر نہیں کہ اس کے لئے ہم اپنے تئیں تیار کرلیں؟ تاکہ جب اس کا مقدس دن آئے تو ہم یہ کہہ کر نکال نہ دیئے جائیں کہ تم نے غیروں کی حکومت کے آگے خدا کی حکومت کو بھلادیا تھا۔ جاؤ کہ آج خدا کی بادشاہت میں بھی تم بالکل بھلا دیئے گئے ہو۔ لا بشریٰ یومئذ للمجرمین ط۔

وَقِیْلَ الْیَوْمَ نَنْسٰکُمْ کَمَا نَسِیْتُمْ لِقَاءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا وَمَاْوٰکُمُ النَّارُ وَمَا لَکُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ط ذٰلِکُمْ بِاَنَّکُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ ھُزُوًا وَّغَرَّتْکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا ط فَالْیَوْمَ لَا یُخْرَجُوْنَ مِنْھَا وَلَا ھُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ط

اور اس وقت ان سب سے کہا جائے گا کہ جس طرح تم نے اس دن کی حکومت الٰہی کو بھلادیا تھا آج ہم بھی تم کو بھلادیں گے۔ تمہارا ٹھکانہ آگ کے شعلے ہیں اور کوئی نہیں کہ جو تمہارا مددگار ہو یہ اس کی سزا ہے کہ تم نے خدا کی آیتوں کی ہنسی اڑائی اور دنیا کی زندگی اور اس کے کاموں نے تمہیں دھوکے میں ڈالے رکھا۔ پس آج نہ تو عذاب سے تم نکالے جاؤ گے اور نہ ہی تمہیں اس کا موقع ملے گا کہ توبہ واستغفار کرکے خدا کو منالو۔ کیوں کہ اس کا وقت تم نے کھودیا۔

آج خدا کی حکومت اور انسانی بادشاہتوں میں ایک سخت جنگ برپا ہے۔ شیطان کا تخت زمین کے سب سے بڑے حصے پر بچھادیا گیا ہے۔ اس کے گھرانے کی وراثت اس کے پوجنے والوں میں تقسیم کردی گئی ہے۔ اور "دجال" کی فوج ہر طرف پھیل گئی ہے۔ یہ شیطانی بادشاہتیں چاہتی ہیں کہ خدا کی حکومت کو نیست ونابود کردیں۔ ان کی داہنی جانب دنیوی لذتوں اور عزتوں کی ایک ساحرانہ جنت ہے اور بائیں جانب جسمانی تکلیفوں اور عقوبتوں کی ایک دکھائی دینے والی جہنم بھڑک رہی ہے۔ جو فرزند آدم خدا کی بادشاہت سے انکار کرلے۔ یہ دجال کفر وظلمت اس پر اپنی جادو کی جنت کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ کہ حق پرستوں کی نظر میں فی الحقیقت خدا کی لعنت اور جہنم کی بھنکار ہے۔ لابثین فیھا احقابا لایذوقون فیھا بردا ولا شرابا ط اور جو خدا کی بادشاہت کا اقرار کرتے ہیں ان کو اپنی ابلیسی عقوبتوں اور جسمانی سزاؤں کی جہنم میں دھکیل دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حَرِّقُوْہُ وَانْصُرُوْا اٰلِھَتَکُمْ مگر فی الحقیقت سچائی کے عاشقوں اور راست بازی کے پرستاروں کے لئے وہ جہنم جہنم نہیں ہے۔ لذتوں اور راحتوں کی ایک جنت النعیم ہے۔ کیوں کہ ان کے لسان ایمان وایقان کی صدا یہ ہے کہ

فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ ط اِنَّمَا تَقْضِیْ ھٰذِہِ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا اِنَّا اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا۔

اے دنیوی سزاؤں کی طاقت پر مغرور ہونے والے بادشاہ! تو جو کچھ کرنے والا ہے کرگذر! تو صرف دنیا کی اس زندگی اور گوشت اور خون کے جسم ہی پر حکم چلاسکتا ہے۔ بس چلا دیکھ! ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لاچکے ہیں۔ تاکہ ..... ہماری خطاؤں کو معاف کرے۔ تیری دنیاوی سزائیں ہمیں اس کی راہ سے باز نہیں رکھ سکتیں۔

جب کہ یہ سب کچھ ہورہا ہے اور زمین کے ایک خاص ٹکڑے ہی میں نہیں بلکہ اس کے ہر گوشے میں آج یہی مقابلہ ہے تو بتلاؤ پرستارانِ دین حنیفی ان دجاجلۂ کفر وخباثت اور اس حکومت دامِ الٰہی میں سے کس کا ساتھ دو گے؟ کیا ان کو اس آگ کے شعلوں کا ڈر ہے جو دجال کی حکومت اپنے ساتھ ساتھ سلگاتی آتی ہے۔ لیکن کیا ان کو معلوم نہیں کہ ان کا مورثِ اعلیٰ کون تھا؟ دینِ حقیقت کے اولین باغی نے بابل کی ایک ایسی ہی سرکش حکومت کے مقابلے میں خدا کی حکومت کو ترجیح دی اور اسے آگ میں ڈالنے کے لئے شعلے بھڑکائے گئے۔ پر اس کی نظر میں ہلاکت کے وہ شعلے گلزارِ بہشت کے شگفتہ پھول تھے۔ قلنا یانار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم ط

کیا ان کے دل میں دنیوی لذتوں اور عزتوں کی اس جھوٹی جنت کی طمع پیدا ہوگئی ہے جس کے فریب باطل سے یہ جنود شیطانی انسانی روح کو فتنہ میں ڈالنا چاہتی ہے؟ اگر ایسا ہے تو کیا انھیں خبر نہیں کہ مصر کا بادشاہ حکومتِ الٰہی کا منکر ہوکر اپنی عظیم الشان گاڑیوں اور بڑی بڑی رتھوں سے اور اس ملک سے جس پر اسے رب اعلیٰ ہونے کا گھمنڈ تھا کتنے دن متمتع ہوسکا؟

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَھْلَھَا شِیَعًا یَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَۃً مِّنْھُمْ یُذَبِّحُ اَبْنَآءَھُمْ وَیَسْتَحْیٖ نِسَآءَھُمْ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَھُمْ اَئِمَّۃً وَّنَجْعَلَھُمُ الْوٰرِثِیْنَ وَنُمَکِّنَ لَھُمْ فِی الْاَرْضِ وَنُرِیَ فِرْعَوْنَ وَھَامٰنَ وَجُنُوْدَھُمَا مِنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَحْذَرُوْنَ ۝

فرعون ارضِ مصر میں بہت ہی بڑھ چڑھ نکلا تھا۔ اس نے ملک کے باشندوں میں تفرقی کرکے الگ الگ گروہ قرار دے رکھے تھے۔ ان میں سے ایک گروہ بنی اسرائیل کو اس قدر کمزور اور بے بس سمجھ رکھا تھا۔ کہ ان کے فرزندوں کو قتل کرتا اور ان کے اعراض وناموس کو برباد کرتا اس میں شک نہیں کہ وہ زمین کے مفسدوں میں سے بڑا ہی مفسد تھا، لیکن بایں ہمہ ہمارا فیصلہ یہ تھا کہ جو قوم اس کے ملک میں سب سے زیادہ کمزور سمجھی گئی تھی اسی پر احسان کریں، اسی قوم کے لوگوں کو وہاں کی سرداری وریاست بخشیں۔ انہی کو وہاں کی سلطنت کا وارث بنائیں اور انہی کی حکومت کو تمام ملک میں قائم کرادیں۔ اس سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ فرعون وہامان اور اس کے لشکر کو جس ضعیف قوم کی طرف سے بغاوت وخروج کا کھٹکا لگا رہتا تھا اسی کے ہاتھوں ان کے ظلم واستبداد کا نتیجہ ان کے آگے آئے۔

مسلمانو! کیا متاعِ آخرت بیچ کر دنیا کے چند خزف ریزوں پر قناعت کی خواہش ہے؟ کیا نقدِ حیاتِ ابدی بیچ کر معیشتِ چند روزہ کا سامان کررہے ہو؟ کیا تمہیں یقین نہیں کہ:

مَاهٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ۔

یہ دنیا کی زندگی (جو تعلق الٰہی سے خالی ہے) اس کے سوا اور کیا ہے کہ فانی خواہشوں کے بہلانے کا ایک کھیل ہے؟ اصلی زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے جس کے لئے اس زندگی کو تیار کرنا چاہئے۔

اگر تم صرف دنیا ہی کے طالب ہو جب بھی اپنے خدا کو نہ چھوڑو کیونکہ وہ دنیا اور آخرت دونوں بخشنے کے لئے تیار ہے۔ تم کیوں صرف ایک ہی پر قناعت کرتے ہو۔

وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

اور جو شخص دنیا کی بہتری کا طالب ہے اس سے کہہ دو کہ صرف دنیا ہی کے لئے کیوں ہلاک ہوتا ہے؟ حالانکہ خدا تو دنیا اور آخرت دونوں کی بہتری دے سکتا ہے وہ خدا کے پاس آئے اور آخرت کے ساتھ دنیا کو بھی لے۔

مسلمانو! پکارنے والا پکار رہا ہے کہ اب بھی خدائے قدوس کی سرکشی ونافرمانی سے باز آجاؤ اور بادشاہِ ارض وسما کو اپنے سے روٹھا ہوا نہ چھوڑو جس کے روٹھنے کے بعد زمین وآسمان کی کوئی ہستی بھی تم سے من نہیں سکتی! اس سے بغاوت نہ کرو بلکہ دنیا کی تمام طاقتوں سے باغی ہوکر صرف اسی کے وفادار ہوجاؤ۔ پھر کون ہے جو اس آواز پر کان دھرے؟ فَهَلْ مِنْ مُّسْتَمِعٍ؟

آسمانی بادشاہت کے ملائکہ مکرمین اور قدوسیانِ مقربین اپنے نورانی پروں کو پھیلائے ہوئے اس راست باز روح کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ جو مخلوق کی بادشاہت چھوڑ کر خالق کی حکومت میں بسنا چاہتی ہے۔ کون ہے جو اس پاک سکن کا طالب ہو اور پاک بازوں کی طرح پکار اٹھے۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۔ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۔

اے ہمارے حقیقی بادشاہ! ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو تیری بادشاہت کی آواز دے رہا تھا۔ اے ہمارے ایک ہی بادشاہ! ہم نے تیری بادشاہت قبول کی ہمارے گناہ معاف کر! ہمارے عیوب پر پردہ ڈال! اپنے نیک بندوں کی معیت میں ہمارا خاتمہ کر۔ تو نے اپنے منادی کرنے والوں کی زبانی ہم سے جو وعدے کئے تھے وہ پورے کر اور اپنی آخری بادشاہت میں ہمیں ذلیل وخوار نہ کر کہ تو اپنے وعدوں سے کبھی نہیں ٹلتا۔

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" سے
بمبئی کے قارئینِ تعمیرِ حیات حضرات سے گذارش ہے کہ "تعمیرِ حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں۔ وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔
ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S. V. Patel Road, Null bazaar, Bombay-400 003.
Tele. : Add Cupkette Tel. : 3762220/3728708
Tel. (R) 3095852
۲۴ نمبر اور ۱۲ نمبر کی اسپیشل چائے حاصل کیجئے۔

غیرت اور ایمان کا امتحان

مولانا سید محمد واضح رشید ندوی ——— ترجمہ: سید جاوید احمد (طالب اولیٰ شریعہ)

عالم اسلام جس وقت پندرہویں صدی ہجری کا خیر مقدم کرنے کی تیاری کررہا تھا اس وقت اس کی امیدیں اور آرزوئیں، عزائم اور حوصلے بڑے بلند اور اعلیٰ تھے، اس کی نظر مشرق میں افق کی جانب لگی ہوئی تھی جیسے کوئی آفتاب نو مشرق کے دریچہ سے نمودار ہوکر صبح سعید کا مژدہ سنانے والا اور اپنی ضیا پاش کرنوں سے پورے عالم کو منور کرنیوالا ہو، مسلمانوں نے آنے والی نئی صدی سے بڑی نیک توقعات وابستہ کر رکھی تھیں، بلکہ صحیح لفظوں میں ایک نئے انقلابی عہد، تعمیر وترقی، غیرت وحمیت، عزت وسربلندی اور گمشدہ قائدانہ حیثیت کی بازیابی کے سہانے خواب نگاہوں میں بسا رکھے تھے، اور یہ توقعات حالات کے عین مطابق تھیں، اور اس کے قرائن بھی پائے جاتے تھے، یہ خام خیالی نہیں تھی، اس کے پیچھے نصف صدی سے زائد مدت کی دعوتی، علمی اور فکری محنت کے نتائج تھے جو نیک شگون اور حوصلہ مندی کے جذبات پیدا کررہے تھے، حوصلہ مندی اور نیک توقعات انسان کے اندر قوت عمل پیدا کرتی ہیں، اور سینے میں جدوجہد اور محنت ومشقت کی جوت جگاتی ہیں، اس کے برعکس بدفالی اور بدشگونی سے انسان پست ہمتی اور احساس کمتری کا شکار ہوتا ہے، اس کے اندر آگے بڑھنے اور پیش قدمی کرنے کی جرأت نہیں ہوتی، بلکہ وہ پستی اور رجعت پسندی کا شکار ہوجاتا ہے اور حیران وششدر ہوکر دست بستہ کھڑا ہوجاتا ہے۔

اور اس طرح مسلمانوں کا نیک فالی لینا کوئی قابل حیرت بات نہیں تھی اس لئے کہ اسلام ایسا دین ہے جو اپنے پیروکاروں کو بشارت وخوشخبری کا پیغام سناتا ہے، نیز اسلامی تصور میں امید ویقین کا پہلو یاس وناامیدی کے پہلوؤں پر غالب اور حاوی ہوتا ہے، مرد مسلم کبھی یاس وناامیدی کا شکار نہیں ہوتا، اور اس کے لغت میں عزم وحوصلہ جیسے ناکامی ونامرادی نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں، کیونکہ اگر آج وہ اپنی مقصد براری میں ناکام ہوتا دکھائی دیتا ہے تو اسے اس کی امید ہے کہ کل اس کی محنت ضرور رنگ لائے گی، اور اگر وہ بنفس نفیس اپنے مقصد کو پانے سے قاصر ہے تو اس کے بعد آنیوالے لوگ اسے پایۂ تکمیل تک پہونچا کر رہیں گے، کیونکہ اس کی تمام تر سرگرمیوں کا مقصد اور مرکز رضائے خداوندی کو حاصل کرنا ہے، لہٰذا اگر اس دنیا میں کامیاب نہیں ہوتا تو آخرت میں کامیاب ضرور ہوگا، اور اپنی تمام تگ ودو اور دوڑ دھوپ کا ثمرہ اللہ رب العزت سے حاصل کرے گا، اسی حقیقت کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے: اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ: (یعنی اے مسلمانو اگر جنگ میں کفار ومشرکین سے تکلیف پہونچتی ہے تو ان کو بھی تو تکلیف پہونچتی ہے جس طرح تمہیں پہونچتی ہے اور تمہیں تو اللہ سے ایسی امیدیں ہیں جو انہیں میسر نہیں، لہٰذا ایک مسلمان جو اپنے ایمان وعمل میں مخلص ہو یاس وناامیدی کا شکار نہیں ہوسکتا، وہ ہمیشہ مسرت وشادمانی اور بشارت وخوشخبری میں رہتا ہے، یہاں تک کہ مرتے وقت بھی، اور موت سے ہمکنار ہوتے ہوئے بھی اس کی زبان پر جو جملہ رقص کررہا ہوتا ہے وہ ہے "فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ" رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا، یہ ایک مرد مومن کی شان ہے جسے اس درجہ غیر متزلزل یقین حاصل ہوتا ہے، پھر ایک مسلمان مایوس وناامید کیونکر ہوسکتا ہے، خواہ اس پر آزمائش کی گھڑیاں کتنی ہی طویل کیوں نہ ہوجائیں، آلام ومصائب کے پہاڑ اس پر کیوں نہ ٹوٹ پڑیں۔

چودہویں صدی ہجری میں عالم اسلام کو بڑی آزمائش اور ابتلاء سے گذرنا پڑا، ایک سامراجیت کے چنگل سے نکل کر دوسری نئی سامراجیت کے جال میں گرفتار ہوگیا، پہلی سامراجیت فوجی اور عسکری تھی، تو دوسری فکری، تمدنی اور اقتصادی تھی، استعماری طاقتوں کی جو ہمنوا اور چھوٹی حکومتیں تھیں انھیں اس پر مسلط کردیا گیا، یہ حکومتیں اپنے عام بیانات میں تو سامراجیت کے خلاف سخت وسست کہتی تھیں مگر درحقیقت دل میں اس کی وفاداری کا جذبہ کارفرما ہوتا، ترقی اور پیش قدمی کا دم بھرتیں مگر خود اپنا حال یہ تھا کہ محنت وقربانی کے میدان میں پشت دکھادیتیں، خود قوموں کی صفوں میں دراڑیں اور شگاف ڈالتیں مگر اخوت ومحبت اور اتحاد واتفاق کا پیغام ضرور دیتیں، خود آزادیوں کی پامالی اور سیاسی سرگرمیوں پر پابندیاں عائد کرتیں اور جمہوریت کا نعرہ بھی لگاتیں، اور ساتھ ہی جمہوریت کے نام پر سامراجی مقاصد کی تکمیل کرتیں، اس وقت لیاقتوں اور صلاحیتوں کو ضائع کرکے جیلوں اور قیدخانوں کو خوب خوب آباد کیا گیا، لیکن سیاسی لیڈران تعمیر وترقی اور رفاہی کاموں کا ترانہ گاتے رہے۔

امت مسلمہ اکثر ترقی پذیر ممالک کے اندر ناگفتہ بہ صورت حال سے دوچار تھی، پھر سیاسی انقلاب اور

معاشی بدحالی آئی اور یہ ظالم طاقتیں خود آپس میں برسرِپیکار ہوگئیں، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان ممالک کے عوام کو اپنی فریب خوردگی کا احساس ہوا، اور عوام کے نام پر قائم ہونے والی تنظیموں کا پردہ فاش ہوا، اور اس کی ظالمانہ اور غاصبانہ گرفت ڈھیلی پڑی، پھر کیا تھا مسلم عوام کو اس کا احساس ہوا کہ حالات کے دھارے کو بدلنے کی ضرورت ہے، اور بعض تحریکیں نئے انداز سے تعمیری اقدام کی خاطر اٹھ کھڑی ہوئیں، یہی احساس اور شعور اسلامی بیداری کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

گھات میں لگی ہوئی مخالف طاقتوں نے بھانپ لیا کہ یہ احساس روزافزوں ہے اور اس کا رخ ٹھوس کارروائی کی طرف ہے، اگر اس کو فوراً کچل دیا گیا تو کل یہ تاریخ کے دھارے کو پھیر بدل سکتا ہے، عالم اسلام کے رجحانات وخیالات کو تبدیل کرکے اسلامی رنگ میں رنگ سکتا ہے، لہٰذا ان ہی باتوں کے پیش نظر یورپ میں مشورے ہوئے اسلامی طاقتوں کو نیست ونابود کرنے کے لئے منصوبے تیار کئے گئے، یہ وہ زمانہ ہے جس میں اسلامی تحریک فروغ پارہی تھی، اس مقصد کے لئے قائم شدہ تنظیمیں اس کے ساتھ محبت اور سلوک کا برتاؤ کرتیں اور بہت حد تک امداد وتعاون بھی پیش کرتی تھیں، ان کی کوشش تھی کہ اس کے ساتھ دوستانہ روابط قائم کرلئے جائیں، اس تعاون کے نتیجہ میں بعض ایسے واقعات پیش آئے جن سے بعض اعتبار سے حکومتوں اور عوام کے درمیان نیز عالم اسلام کی مختلف حکومتوں کے درمیان اتحاد واتفاق اور امداد وتعاون کی آفاقیت اور اس کی وسعت کو فروغ بخشا۔

یورپ نے مسلمانوں کے اتحاد اور ملت کے نصرت کے عالمگیر جذبہ کو دیکھ کر متعدد حربے استعمال کئے تاکہ یہ اتحاد پارہ پارہ ہوجائے، اور امت پھر تفرقہ کا شکار ہوجائے یا اپنے مسائل میں الجھ جائے ایک حربہ یہ تھا کہ دبے ہوئے فکری اور سیاسی مسائل کو ابھارا جائے، نوجوان طلبہ کو اشتعال انگیزی کا شکار بنایا جائے، اور جاسوسی اور سراغ رسانی کے ذریعہ انہیں ہدایات اور وسائل مہیا کئے جائیں بعض دہشت گرد اداروں کے بیانات سے جس کی تہمت مسلمانوں کے سر تھی یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہے، کہ یہ سراسر بے بنیاد اور خلاف حقیقت تہمت تھی، بلکہ اس کے پیچھے دوسروں کے ہاتھ کام کررہے تھے، ان کی پلاننگ تھی کہ بعض تحریکات کی تہہ تک پہونچ کر اس کو اس کے اصل دھارے سے پھیر دیا جائے اور ان کے درمیان جنگی صورت حال پیدا کرکے ان کے اتحاد کو توڑ دیا جائے تاکہ دینی اور شرعی جد وجہد سے ہٹ کر اور سیاسی جھمیلوں میں پھنس کر خانہ جنگی کا شکار ہوجائیں، ان کے منصوبے کا ایک جزء یہ بھی تھا کہ اسلامی اور سیاسی قیادتوں کے بیچ نفسیاتی رکاوٹ پیدا کرکے شکوک وشبہات میں انھیں مبتلا کردیا جائے جیسا کہ "کلیلہ دمنہ" کے اندر شیر اور بیل کے قصہ میں پیش آیا ہے، تاآنکہ سرکاری اور عوامی طاقتوں کے درمیان پائی جانے والی تعاون کی فضا ختم ہوجائے، اور پھر ایک دوسرے سے لڑ پڑیں، اس پلاننگ کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ دینی قیادتوں میں شکوک وشبہات پیدا کردیئے جائیں تاکہ خود اسلامی تحریکوں کے بیچ خانہ جنگی چھڑ جائے۔

انہی مقاصد کے پیش نظر عالم اسلام کے مختلف ممالک کے درمیان جنگی صورت حال قائم کرکے اور بعض مسلم ممالک کو پڑوسی ممالک سے لڑاکر فضا کو گرمایا گیا، اس وقت کے پیش آنے والے واقعات کو دیکھتے ہوئے جو اسلامی اتحاد اور یکجہتی کا شاہکار دور تھا اور جو دیکھتے ہی دیکھتے اسلام کے جنگی دور میں تبدیل ہوگیا پتہ چلتا ہے کہ یہ سب ان ہی مخفی سازشوں کی کرشمہ سازی ہے، جس کا احساس اسلامی قیادتوں کو نہیں ہوسکا تھا۔ ۱۔ ایران وعراق کی جنگ ۲۔ کویت وعراق اور دیگر عرب ممالک کی جنگ ۳۔ بوسنیا ہرزے گووینا کی جنگ ۴۔ افغانستان کی خانہ جنگی ۵۔ صومال کی خانہ جنگی ۶۔ اور سوڈان کی خانہ جنگی اسی سازشی کردار کے شاخسانے ہیں۔

اور اس کے علاوہ بھی دوسری علاقائی اور ملکی جنگیں ہوئیں جس میں مسلمانوں کو کافی جانی اور مالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا، اور ان کے ممالک کو زبردست خسارے اٹھانے پڑے، اور اس کے نتیجہ میں ان کی معاشی حالت ابتر اور بدتر ہوگئی۔

اور خلیجی جنگ تو پورے طور پر عالم اسلام کے تمام سوتوں کو خشک کرنے کے مرادف تھی، جہاں تک اسلامی تحریکات اور اسلامی حکومتوں کے درمیان ہونے والی جنگوں کا تعلق ہے تو اس نے تمام اسلامی ممالک کی بنیادیں ہلاکے رکھ دیں، اور انھیں بہت پیچھے ڈھکیل دیا۔

اسی کے ساتھ اسلامی غیرت کو چیلنج کرنے والے اور دینی تقدس اور عظمت کی طرف سے بے اعتمادی پیدا کرنے والے علمی مباحث اٹھائے گئے، اور یہ کام خود مسلمانوں میں سے گمراہ اور بچھو قسم کے بیشہ ور اہل قلم نے انجام دیا، اسلامی تقدس کا مذاق اڑانے والا سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین اور ان کے ہم پیشہ دوسرے مستشرقین کے شاگردوں کے ذریعہ گذشتہ دنوں عالم اسلام میں جو امور انجام دیئے گئے، مسلمانوں کی ذلت واہانت ثابت کرنے کے لئے تجارتی کمپنیوں کی طرف سے اسلامی شعائر کے حامل جو سامان تیار کئے گئے نیز ان کے احساسات کو زخمی کرنے کے لئے جو فلمیں بنائی گئیں اور جو کارٹون شائع کئے گئے اس طرح کے تمام امور آج یورپ میں انجام پارہے ہیں پھر وہ اس کے ذریعہ عالم اسلام میں فروغ پارہے ہیں۔

اس راستہ سے مسلمانوں کو زبردست قسم کی مختلف جنگوں کا سامنا کرنا پڑا، یہ صورت حال اقتصادی، ابلاغی اور مادی امداد کرنے والی طاقتوں کی پیدا کردہ

تھی۔ ان طاقتوں کی طرف سے مسلم ممالک پر اتنا دباؤ پڑا کہ انھیں اپنے دشمنوں تک سے تسامح اور درگذر کا معاملہ کرنا پڑا، ورنہ اقتصادی امداد کے روک لئے جانے کی دھمکی دی گئی، بعض تعمیر وترقی میں سرگرم ممالک کا دہشت گردی کی تہمت میں کامل طور پر بائیکاٹ کیا گیا، ان کو اپنا دست نگر کرنے اور اپنے در کا بھکاری بنانے کے لئے ان کی مالی اور حفاظتی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا گیا۔

یہ صورت حال بظاہر ناکامی، شکست اور محرومی کا پیش خیمہ معلوم ہوتی ہے، لیکن ان ممالک کو کیا پتہ کہ ان کے یہ اقدامات اسلامی طاقتوں کو مزید کمک پہونچا رہے ہیں، ان کے اندر خود اعتمادی بحال کررہے ہیں، ان کو کیا معلوم کہ ان کی ان حرکتوں سے ان کی خودداری کو زندگی مل رہی ہے اور ان کے اندر ایمانی شعور بیدار ہورہا ہے، ان کی ہمتوں کو بالیدگی اور روحوں کو تازگی نصیب ہورہی ہے، عنقریب اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے دین کی مدد کے لئے ایسے افراد کو تیار کرے گا جو اسلام پر آفت ناگہانی کا انتظار کرنے والوں سے ان کے گھروں تک میں گھس گھس کر مقابلہ کریں گے اور اعلان حق کریں گے

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

مطالعہ کی میز (بقیہ)

میں یہ غلطی نہ ہوتا رہا ہو بعد میں نکالا گیا ہو۔ ورنہ ایسا ظلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آتا تو نکیر ضرور فرماتے۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے یہ انکشاف فرمایا ہے کہ اب مشک بلیوں کا پیٹ پھاڑ کر حاصل کیا جانے لگا ہے۔ اس میں ظلم کے ساتھ ساتھ حرام جانور کا جما ہوا خون ٹھہرا۔ اب یہ بات مفتی حضرات جانیں کہ بلی سے حاصل شدہ مشک کا کیا حکم ہے۔ کتاب بحیثیت مجموعی بڑی معلوماتی کارآمد اور مفید ہے جس میں مصنف نے کئی نئے انکشافات فرمائے ہیں۔ کتاب جہاں علم حدیث پڑھنے والے طلبہ کے لئے معاون ہے وہیں باٹنی کے طلبہ کے لئے بھی مفید ہے۔

غلطیاں برائے نام ہیں گوارا اور پودا کا املا ہائے مختفی (ہ) سے لکھنا صحیح نہیں ہے۔ ص ۱۶۳ پر چقندر کی تصویر بالکل غلط ہے۔ کتاب کے شروع میں بعنوان طب نبوی' ایک ہدایت ایک پیغام" ۱۸ صفحات کا مضمون بڑا قیمتی ہے۔ میرے علم میں اپنے موضوع کے اعتبار سے یہ پہلی کتاب ہے۔

دل کی گہرائیوں میں اتر جانے والا
مٹھاس کی دنیا میں ایک ہی نام
طہورا سوئیٹس
جہاں کی مٹھائیاں ہر دل کو بھا رہی ہیں
اسپیشل مٹھائیاں
• افلاطون • نان خطائیاں • ڈرائی فروٹ برفی
• انجیر برفی • اخروٹ برفی • ملائی برفی
• ملائی مینگو • پائنا پل حلوہ • دودھی حلوہ
• گلاب جامن نیز قسم قسم کے لڈو اور مختلف قسم کی مٹھائیاں۔
۳۵/۲۲۵، پلاسس روڈ، ناگپاڑہ جنکشن، بمبئی ۸
فون نمبر:- ۳۰۸۴۷۷۳-۳۰۹۱۳۱۸

ضرورت اساتذہ
جامعہ اسلامیہ مظفرپور، قلندرپور، اعظم گڑھ میں تدریسی خدمات انجام دینے کے لیے کسی معروف درسگاہ کے فارغین ماہر اساتذہ کے لیے مندرجہ ذیل جگہیں خالی ہیں۔ خواہشمند حضرات مع اسناد جلد از جلد رجوع کریں، تنخواہ صلاحیت کے مطابق مناسب دی جائیگی
استاذ حدیث ۔ ایک جگہ، استاذ فقہ ۔ دو جگہیں
استاذ ادب " " ، مجود وقاری " "
مہتمم جامعہ اسلامیہ مظفرپور قلندرپور اعظم گڈھ (یوپی)

عمدہ کاغذ، رعایتی قیمت، بہترین سائز۔
NOTE BOOK
حرمین
اردو کاپی
ملنے کا پتہ :-
مکتبۃ الحرمین مسجد مرکز والی گلی ڈاکٹر بی این ورما روڈ امین آباد لکھنؤ۔
مذکورہ بالا پتے سے تعمیر حیات جاری کرا کے رسید حاصل کرسکتے ہیں۔ صبح ۹ بجے سے رات ۸ بجے تک
فون نمبر: ۲۱۷۹۵۶

دعائے مغفرت

تعمیر حیات کے قدرداں جناب فخرالدین صاحب کا اپنے آبائی وطن کانپور میں انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون
مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور مخیر انسان تھے تعمیر حیات کا مطالعہ بڑے شوق سے کرتے تھے۔ دینی اداروں سے بڑا تعلق رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت نصیب فرمائے۔
قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اسلامی نشأۃ میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم کا حصہ

ماذا خسر العالم کی روشنی میں

محمد الیاس ندوی بھٹکلی (استاذ جامعہ اسلامیہ بھٹکل)

نوجوان صاحب قلم ندوی فاضل مولوی محمد الیاس بھٹکلی مصنف سلطان ٹیپو شہیدؒ نے یہ قابل قدر مقالہ ۳ر اکتوبر ۱۹۹۶ء کو رابطہ ادب اسلامی کے کل ہند سیمینار پٹنہ میں پڑھا، ایسے یہ مقالہ ہر قاری کو اس عربی کتاب کے ترجمہ "انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر" پڑھنے پر مجبور کرے گا۔ (ادارہ)

موجودہ پندرہویں صدی ہجری کے بارے میں آثار وقرائن یہ بتاتے ہیں کہ یہ صدی اسلامی صدی ہوگی، پچھلی صدیوں کے مقابلہ میں اگرچہ مسلمانوں کے مسائل ومصائب میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ لیکن دوسری طرف عددی اور مادی اعتبار سے مسلمانوں نے سابقہ صدیوں کے مقابلہ میں غیر معمولی ترقی کی ہے۔ اس وقت اقوام متحدہ میں عالمی آبادی سے متعلق شعبہ کی رپورٹ کے مطابق روئے زمین پر بسنے والے ۶ ارب انسانوں میں مسلمان تقریباً ڈیڑھ ارب کے ساتھ پچیس فی صد کے قریب پہونچ چکے ہیں۔ حالانکہ ابھی ۱۴۷ سال قبل ۱۸۵۰ء میں مسلمانوں کا مجموعی عالمی تناسب بمشکل ۱۹ فیصد تھا۔ دنیا کے جملہ ۲۲ ممالک میں اس وقت ۵۵ مسلم ممالک ہیں۔ چالیس پینتالیس سال قبل تک ان میں سے ۱۶ ممالک فرانس ۱۷ برطانیہ اور ۷ روس کے قبضہ میں تھے اور عالمی جغرافیہ میں پندرہ مسلم ممالک بھی نظر نہیں آرہے تھے۔ رقبہ میں مسلمانوں کی ترقی کا حال بھی اس سے زیادہ ہی خوش کن ہے۔ ابھی انیسویں صدی عیسوی کے وسط میں برصغیر میں مغلیہ سلطنت اور افریقہ کے اکثر مسلم ممالک کے زوال سے مسلمان صرف ۶۵ لاکھ کے قریب مربع کلومیٹر پر حاکم تھے جو دنیا کا ۵ فیصد سے بھی کم حصہ تھا لیکن اس وقت الحمد للہ ۱۹۹۶ء میں ۳ کروڑ ۵۰ لاکھ مربع کلومیٹر سے بھی زائد رقبہ کے ساتھ پوری دنیا کے ۲۵ فیصد رقبہ پر مسلمان حکومت کررہے ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا کی سب سے بڑی صنعتی دولت پٹرول کے ۸۴ فیصد حصے مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں۔ یورپ وامریکہ میں اسلام کے شیدائیوں میں حیرت انگیز طور پر اضافہ ہورہا ہے۔ افریقی وایشیائی ممالک کے مسلمانوں میں تعلیمی تناسب بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ غرض یہ کہ مجموعی طور پر پوری دنیا میں اس وقت اسلام ہی سب سے مقبول ترین مذہب کی شکل میں سامنے آگیا ہے۔

اسلام کی اس نشأۃ ثانیہ میں اللہ نے اپنے جن نیک ومقبول بندوں کو ذریعہ ووسیلہ بنایا ہے ان میں ایک نام اپنے نیک وصالح والدین کی دعائے نیم شبی کے زیر اثر خالص روحانی وعلمی ماحول میں پرورش پانے والے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم کی ذات گرامی کا ہے۔ جن کا شجرۂ نسب بقول ماہر القادری "اصلها ثابت وفرعها في السماء تؤتي اكلها كل حين باذن ربها" کا مصداق ہے۔

اسلامی نشأۃ ثانیہ میں مولانا کے حصہ کو ہم خطابات وتالیفات کے دو خانوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ اول الذکر کی بھی دو قسمیں کی جاسکتی ہیں۔ اول وہ دعوتی تقریریں اور عوامی مواعظ جن کے اندر نہ صرف پیغام عمل اور پیام فکر ہے بلکہ وہ ادب پاروں کے رنگا رنگ گلدستے بھی اور بقول شاہ حلیم عطا صاحبؒ اس میں وہ علمی نکتے سننے کو ملتے ہیں جو علماء سلف کی یاد تازہ کرتے ہیں۔" اور بقول صباح الدین عبدالرحمن صاحبؒ جس میں فصاحت طلاقت لسانی کا رس گھولتی ہے۔ جس کو سن کر ملک کے مایہ ناز خطیب شورش کاشمیری کو بھی فردوس کی روشوں کا گمان ہوتا ہے۔ جہاں زبان تنوع حاصل کرتی ہے اور دماغ فکر ونظر کے جادوں پر ٹہلنے لگتا ہے۔ اور شورش صاحب اپنی کتاب فن خطابت میں مولانا کو ہندوستان کے حجازی خطیب کا نام دینے پر مجبور ہوجاتے ہیں اور جن تقاریر کو سن کر شیخ وقت حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلویؒ نے یوں فرمایا کہ "میرا جی چاہتا ہے کہ یہ تقریریں لاکھوں کی تعداد میں عربی انگریزی اور اردو میں چھپیں اور ایک ہزار نسخوں کا میں خود پیشگی خریدار ہوں۔"

دوسری قسم علمی وسیاسی سطح کے چوٹی کے لوگوں سے خصوصی وذاتی ملاقاتوں کے ذریعہ ان کو اور نظام مملکت کو صحیح اسلامی ودینی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کی مولانا کی ترغیب ہے۔ جن میں والی حجاز شاہ فیصل مرحوم اور جنرل ضیاء شہید وغیرہ جیسے لوگ شامل ہیں۔

اسی طرح ہم مولانا کی تصنیفی خدمات کو بھی دو خانوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ اول دینی مدارس واسلامی معاہد کے لئے دینی تعلیمی نصاب کی تیاری میں مولانا کی وہ غیر معمولی کوششیں ہیں جس میں بیک وقت بقول مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم زبان ودین کو اس طرح پیوست کردیا گیا ہے جس طرح گوشت اور ناخن کو اور جس کو مولانا عبدالماجد دریابادیؒ نے بچوں کے علم کلام سے تعبیر کیا ہے اس میں سرفہرست قصص النبیین اور القراءۃ الراشدہ کے مختلف اجزاء کے علاوہ مختارات وغیرہ شامل ہیں اور جو اس وقت برصغیر سے زیادہ عربی وروسی مدارس وغیرہ میں داخل نصاب ہیں۔ اور جس میں انبیاء کے واقعات کی تشریحات کو صاحب فی ظلال القرآن نے ایمانی حقائق کی نقاب کشائی سے تعبیر کیا ہے۔

تحریر کی دوسری قسم مختلف اوقات وماحول میں متعدد مجلات ورسائل میں لکھے جانے والے ہزاروں مضامین کے علاوہ اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے والی وہ مستقل تالیفات وتصنیفات ہیں جس سے ہزاروں بندوں کے قلوب شمع ہدایت سے فروزاں ہوئے اور لاکھوں نوجوان مغرب کے ملحدانہ افکار ونظریات سے محفوظ رہے۔ استاذ مکرم مولانا نذر الحفیظ صاحب ازہری اپنے سفرنامہ ترکی شہر آرزو استنبول میں لکھتے ہیں کہ اس وقت ترکی میں وزارت داخلہ کی خفیہ رپورٹ کے مطابق وہاں آنے والی اسلامی بیداری کی نئی لہر میں مولانا کی کتابوں کا بڑا ہاتھ ہے اور اس وقت ترکی میں جن تین مسلم شخصیات کی کتابیں سب سے زیادہ پڑھی جارہی ہیں ان میں مولانا بھی شامل ہیں۔ ان کتابوں میں سرفہرست ماذا خسر العالم اور تاریخ دعوت وعزیمت وغیرہ ہیں۔ موضوع کی وسعت کے پیش نظر اس وقت ہمارا روئے سخن اول الذکر کتاب تک محدود ہے۔

آخر ماذا خسر العالم میں وہ کیا بات ہے کہ عالم عرب میں اس کی شہرت کا یہ عالم ہے کہ آج بھی وہاں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں کہ جو ہندوستان کو تو نہیں جانتے لیکن صاحب ماذا خسر سے ضرور واقف ہیں۔ بعض علاقوں میں کتاب خود صاحب کتاب سے زیادہ شہرت رکھتی ہے۔ بیسویں صدی عیسوی کے نامور صاحب قلم اور داعی ومبلغ عالم اسلام کے چوٹی کے مفکر اور اخوانی رہنما سید قطب اس کی وجہ بیان کرتے ہیں۔

"اس کتاب نے مسلمانوں میں خود اعتمادی پیدا کی ہے۔ اس سے ان میں ماضی پر اعتماد اور مستقبل کے بارے میں امید وحوصلہ پیدا ہوا ہے۔ کتاب میں صرف جذبات کو ابھارنے اور عصبیت کو جوش دلانے کے بجائے اپنے دعوے کے بارے میں ٹھوس علمی حقائق سے کام لیا گیا ہے۔ جو بیک وقت وجدان وشعور اور فکر ونظر دونوں کو اپیل کرتے ہیں۔ تاریخی واقعات اور اس عصر کے ماحول ومتعلقات ایسے منصفانہ طریقہ پر پیش کئے گئے ہیں جس میں مصنف کی روشن دماغی صاف جھلکتی ہے۔ پھر فیصلہ واقعیت اور صداقت اور قلب وضمیر کی بصیرت کے سپرد کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے کتاب کے مباحث کی تمام کڑیاں مربوط وپیوست نظر آتی ہیں اور کہیں بھی کسی مسئلہ میں مقدمات سے نتائج اخذ کرنے میں غیر واقعیت یا تکلف کا ثبوت نہیں ملتا۔ یہ علمی مرقع خطہ ارضی کے صحیح خدوخال نمایاں کرتا ہے۔ جس کی ترتیب میں مؤلف نے کسی خودرائے یا ضد کا مظاہرہ نہیں کیا۔ یہ تاریخ کا ایک کامیاب نمونہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کو یورپ کے اسلوب نگارش سے بے نیاز ہوکر تاریخی مباحث پر کس طرح قلم اٹھانا چاہیے۔ غرض یہ کہ اس موضوع پر تمام قدیم وجدید لٹریچر میں جو چند بہترین کتابیں میری نظر سے گذریں اس میں یہ ایک کتاب ہے۔"

معزز سامعین! اب تک انسانی واسلامی تاریخ میں اس بات پر بہت ہی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی تھی کہ دنیا میں مسلمانوں کا سیاسی زوال کیوں اور کب ہوا اور اس کے ظاہری اسباب کیا تھے۔ اب تک یہی سمجھا جارہا تھا کہ عالمی نقشہ میں مسلمانوں کے سیاسی عروج سے صرف مسلم امت ہی کو فائدہ پہونچا اور ان کے زوال کے اثرات بھی انہی تک محدود رہے۔ لیکن دنیا کی رہنمائی سے مسلمانوں کے کنارہ کش ہوجانے سے عالم انسانیت کو جو نقصان پہونچا اور بحیثیت امت دعوت کے اس خدا شناس ملت کے ہاتھ سے قیادت کے چھن جانے اور مادہ پرست انسانوں میں عالمی قیادت کے آجانے سے جو زوال آیا اس کو مستقل موضوع بناکر تحقیقی وعلمی کام نہ ہونے کے برابر تھا ضمنی حیثیت سے تو اس پر متعدد تالیفات میں روشنی ڈالی گئی تھی اس کتاب کے منظر عام پر آنے سے یہ نقطہ نظر سامنے آیا کہ خود انسانیت کی حقیقی بھلائی کے لئے بھی مسلمانوں کا اس وقت پورے عالم میں منصب قیادت پر فائز ہونا ناگزیر ہے اور اس کتاب کی اشاعت سے خود مسلمانوں کے اندر بھی اپنی مجرمانہ کوتاہی پر ندامت وشرمندگی کے ساتھ عالمی قیادت کو حاصل کرنے کا جذبہ وولولہ پیدا ہوا اس کتاب میں سب سے پہلے علمی دنیا میں جاہلیت کی اصطلاح کو ماقبل عہد نبوی یا کسی زمانے یا وقفہ کے ساتھ خاص کرنے کے بجائے یہ دکھایا گیا کہ جاہلیت انسانی فکر کی مخصوص ساخت کا نام ہے جو اس وقت ابھرتی ہے جب انسان خدا کے مقرر کردہ اخلاقی ودینی حدود کو پار کر جاتا ہے۔ اور اس معنی میں یہ جاہلیت آج بھی مغرب میں اپنی علمی وصنعتی ترقی کے باوجود موجود ہے مغرب کے لئے چیلنج اور مشرق کے لئے تازیانہ بننے والی اس کتاب کی یہی وہ خصوصیات ہیں جس کی وجہ سے کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر اور مشہور مغربی مستشرق سارجن کو یہ کہنا پڑا کہ اگر برطانیہ میں کسی کتاب کی درآمد پر پابندی لگانے کا رواج ہوتا تو میری سفارش ہوتی کہ اس کتاب کے داخلہ پر پابندی عائد کی جائے بالآخر ۱۹۹۵ء میں فرانس کے ہوائی اڈہ پر مغربی تہذیب پر مدلل تنقید کی پاداش میں جن تین عالمی مسلم شخصیات کی کتابیں ضبط کی گئی ان میں ایک صاحب ماذا خسر بھی تھے۔ ام القری یونیورسٹی کے پروفیسر محمد قطب کہتے ہیں کہ ماذا خسر نے بھی

بار سب سے پہلے بڑی خود اعتمادی سے مغربی فکر و فلسفہ اور تہذیب کا تجزیہ کیا ہے۔ اس کی تحریروں سے اسلام کی عالمی اور ابدی قیادت کی صلاحیتوں پر اعتماد بحال ہوتا ہے۔ لندن یونیورسٹی میں میڈل ایسٹ سیکشن کے چیرمین ڈاکٹر بکنگھم کو بھی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اس اعتراف کے بغیر چارہ کار نہیں رہا کہ اس صدی میں مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لئے جو کوشش بہتر سے بہتر طریقے پر کی گئی ہے یہ کتاب اس کا ایک نمونہ اور تاریخی دستاویز ہے۔

مشہور ادیب و مؤرخ استاذ محمد المبارک نے زبان حق سے یہ گواہی دی کہ میرے نزدیک ماذا خسر کا یہ علمی تحفہ اس صدی کی چند بہترین کتابوں میں سے ہے۔ عالم اسلام کے ممتاز قائد مفتی امین الحسینی صاحب مصنف کتاب کے نام ۲۷ر جون ۱۹۵۲ء کو ایک خط میں لکھتے ہیں کہ آپ نے نہ صرف ملت کی بیماریوں کی تشخیص کی ہے بلکہ اس کا علاج بھی تجویز کیا ہے جامع ازہر میں کلیۃ اللغۃ کے سربراہ ڈاکٹر عبد المنعم احمد یونس کا کہنا ہے شیخ ندوی اپنی ان تحریروں کے ذریعہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری انسانیت کے مربی و محسن بن گئے ہیں اس کتاب میں اسلام کی روح کو اس کے صحیح اصولوں کے مطابق سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اور ملحوظ انصاف کا اس قدر لحاظ رکھا گیا ہے کہ سید قطب مرحوم کو بھی اپنی معرکۃ الآراء تفسیر فی ظلال القرآن میں اس کے اقتباسات نقل کرنے پڑے ہیں اور خود برصغیر میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی نے بھی اپنی کتاب نقش حیات میں اس کا حوالہ دیا ہے۔

کتاب میں جس اسلوب کا لحاظ رکھا گیا ہے اس کے لئے خطیب وقت اور محقق عصر علامہ یوسف القرضاوی کی گواہی کافی ہے جن کا کہنا ہے کہ شیخ ندوی کا اسلوب نہ صرف ادیبانہ بلکہ ساحرانہ ہے وہ ایسے داعی ہیں جو انسانوں کی نفسیات اور ان کی عقلی سطح کے مطابق گفتگو کرتے ہیں تمام انسانی طبقات کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرنے کی بے پناہ صلاحیتوں سے اللہ تعالیٰ نے انھیں نوازا ہے وہ زمان و مکان اور انسانی طبائع و مزاج کی پوری رعایت رکھتے ہیں۔ شیخ ندوی کی حس تاریخ کے بارے میں اتنی تیز ہے کہ جو اہم دعوتی و تربیتی نتائج وہ نکالتے ہیں ہمارا ذہن بھی اس طرف نہیں جاتا ائمہ حرم کو بھی صحن حرم سے پوری انسانیت کے نام اپنے جمعہ و عیدین کے خطبات میں بارہا ماذا خسر العالم کے حوالے سے گفتگو کرتے سنا گیا ہے۔

دنیا کی سب سے قدیم اور باوقار یونیورسٹی جامع ازہر کے شیخ الازہر کو بھی یہ اعتراف کرنا پڑا کہ یہ کتاب اس صدی کا بہترین تحفہ ہے اپنے وقت کے محدث شیخ عبد الفتاح ابو غدہ نے ۱۰ر دسمبر ۱۹۹۰ء میں حضرت مولانا کے نام ایک خط میں آپ کے دعوتی اسلوب کی خوبیوں کو کچھ یوں بیان کیا ہے کہ آپ کا قلم شہد خالص کی طرح شفا کا کام دیتا ہے اور زخم کا مرہم ثابت ہو کر دین کی لگن پیدا کرتا ہے برصغیر کے نامور مؤرخ اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر پروفیسر خلیق احمد نظامی کو جو خود بھی اس میدان تاریخ میں مولانا کے ہم پایہ ہیں یہ اعتراف کرتے سنا گیا کہ اس کتاب میں ایک حساس ملی شعور کی آنکھیں شاہراہ مقصود کا پتہ دیتی ہیں اس نے مغرب کو اس تہذیب کے مہلک اثرات سے باخبر کیا ہے جو خودکشی کے لئے اپنے ہی دامن میں خنجر چھپائے ہوئے ہے مولانا کی علمی و ادبی کاوشوں کا رشتہ ملت کی ضروریات حالات کے تقاضوں دعوت و اصلاح کے مطالبوں اور احیائے دین کے جذبات سے کچھ اس طرح جڑا ہوا ہے کہ اگر ان تاریخی تصانیف کا پس منظر ذہن میں ہو تو ملت اسلامیہ کا ذہنی و فکری تاریخ کا جیتا جاگتا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ پاکستان کے مشہور صاحب قلم کوثر نیازی مرحوم اس کتاب سے متاثر ہو کر اپنے ایک سفرنامہ میں یوں لکھتے ہیں کہ جدید و قدیم نسلوں کو اپنی زبان و قلم سے متاثر کرنے کا زبردست ملکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شخصیت میں رکھا ہے وہ پوری دنیائے اسلام میں کئی حیثیتوں سے اپنا ثانی نہیں رکھتے، جامع ازہر کے سابق پروفیسر محمد یوسف موسیٰ نے علمی دنیا میں بانگ دہل اس بات کا اعلان کیا کہ میرے نزدیک اس کتاب کا مطالعہ ہر اس شخص کے لئے ضروری ہے جو اس وقت کسی بھی ناحیہ سے اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں ہے، آخر کیا بات ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر برصغیر کے مشہور نقاد عامر عثمانی بھی یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ مجھے مولانا کی تحریر میں غزالی کی فکر، شبلی کا قلم اور ابن تیمیہ کا جوش و اخلاص کارفرما نظر آتا ہے۔

غرض یہ کہ مغربی تہذیب پر نقد اور اسلام کے دفاع کے سلسلہ میں مدافعانہ و معذرت خواہانہ اسلوب کے بجائے خوددارانہ اور جارحانہ اسلوب کی وجہ سے عرب ممالک میں عدالت کی بحثوں اور پارلیمان کی تقریروں میں اس کتاب کے حوالہ دیئے جاتے ہیں، اس وقت یہ کتاب نہ صرف کئی ممالک کے نصاب تعلیم بلکہ عالمی اسلامی تحریک اخوان المسلمین کے تربیتی کورس میں بھی داخل ہے۔ آنے والے مؤرخین جب بیسویں صدی عیسوی میں اسلامی بیداری کی لہر کے پس منظر میں کارفرما عوامل کا جائزہ لیں گے تو انھیں یہ کتاب یقیناً سرفہرست نظر آئے گی جس کی مقبولیت کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۸۲ء تک اس کے مصر، بیروت، شام وغیرہ سے عربی میں سولہ قانونی ایڈیشن نکل چکے تھے اور آخری ایڈیشن بھی ایک لاکھ نسخوں پر مشتمل تھا جو کسی بھی دینی کتاب کے لئے جو علمی و تحقیقی ہو ایک عالمی ریکارڈ سے کم نہیں اردو کے دس بارہ ایڈیشن کے علاوہ انگریزی فارسی ترکی اور روسی وغیرہ کے

دسیوں ایڈیشن اس کے علاوہ ہیں۔ اور یہ بھی صرف قانونی ایڈیشنوں کا ایک مختصر خاکہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مولانا کو ان کی علمی و دینی خدمات کی بدولت ملی غیر معمولی مقبولیت ہی کا نتیجہ ہے کہ پورے ہندوستان میں مولانا ہی کو سب سے پہلے فیصل ایوارڈ کے لئے منتخب کیا گیا جس کی حیثیت اس وقت عالم اسلام میں نوبل پرائز کی ہے اور بقول محترم مولانا عبد اللہ عباس صاحب ندوی اپنے عمر کی رفتار سے زیادہ تیز علمی و دینی سفر کرنے والا اللہ کا یہ مقبول بندہ عمر کے اس مرحلے میں بھی جب اس کو آرام کی سب سے زیادہ ضرورت ہے کبھی آکسفورڈ کے اسلامی سینٹر میں صدارت کرتا ہوا نظر آتا ہے تو کبھی رابطہ عالم اسلامی کے باوقار ڈائس پر شیخ بن باز کے ساتھ دکھائی دیتا ہے کبھی ملک کے وزیر اعظم سے ملی مسائل پر گفتگو کرتے دکھائی دیتا ہے تو کبھی ترکی و مراقش کی علمی مجالس میں۔

اس کی یہی وہ ملی تڑپ اور کڑھن ہے جس کی بنا پر اس کے حق میں ائمہ حرم اور شیخ ازہر سے اپنا اور شیخنا کے الفاظ سن کر ہم ہندوستانیوں کا سر فخر سے اونچا ہوتا ہے اور بقول پاکستانی سپریم کورٹ کے جج مولانا تقی عثمانی صاحب ان سب خدمات کے عوض اس کی پوری زندگی دعوت الی الاسلام کا دوسرا نام بن گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ملت کی اس عظیم امانت کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین۔

(بقیہ) قاری صدیق صاحبؒ

جس سے حضرت قاری صاحبؒ کی تحریک تعلیم و دعوت کو جاری رکھنے اور اسی ولولہ کے ساتھ خدمت کرتے رہنے کا یقین جھلک رہا تھا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ان پسماندگان اہل خاندان، اساتذہ جامعہ، رفقائے کار، ارادتمندان اور طلباء کو صبر و سکون عطا فرمائے اور حضرت مولانا صدیق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا بہترین صلہ عنایت فرما کر انھیں اعلیٰ درجات عطا کرے اور انبیاء، صدیقین و صالحین میں شامل فرمائے۔ حضرت رحمہ اللہ کی وفات سے مسلمانان ہند کو جو بڑا خسارہ ہوا ہے۔ اور زبردست خلا پیدا ہو گیا ہے اس کا پر ہونا آسان نہیں ہے وہ انشاء اللہ ہمیشہ لاکھوں دلوں میں زندہ رہیں گے۔ اور ان کی تعلیمات و خدمات ہمیشہ پائندہ و تابندہ رہیں گی۔ ایسی شخصیتیں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ، فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (سورۃ الاحزاب)

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید برون

عالم اسلام کے ممتاز اہل قلم اور داعی
مولانا محمد الحسنی
کی فکر انگیز تحریریں
اور
دعوت و ادب کا ایک عظیم شاہکار
الاسلام الممتحن
مکتبہ ندویہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

رام پور (یوپی) کے قارئین تعمیر حیات کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تعمیر حیات کے سلسلے میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے لیے ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی
حسین احمد سپرنٹنڈنٹ لوم
اہم شاداب مارکیٹ رام پور (یوپی)

قنوج کے قدیم مشہور و معروف کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ و اعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔
فون نمبر: ۲۲۳۴۵
محمد یٰسین محمد یامین تاجران عطر
آئیڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج۔ یوپی

(دوسری و آخری قسط)

حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ

ممتاز عالم دین، عارف باللہ، داعی اسلام اور دور اندیش ماہر تعلیم

پروفیسر محمد اجتباء ندوی

جامعہ کا نظام و نصاب تعلیم، تعلیم و تربیت کا البیلا طریقہ

جامعہ عربیہ کے کچے حجروں سے لیکر آج کی پختہ، شاندار و عالی شان مسجد و عمارتوں تک کی تعمیر و نقشہ میں حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے براہ راست حصہ لیا۔ مسجد، درسگاہ، دار الاقامے، اساتذہ کی قیام گاہیں جتنی بھی تعمیر ہوئیں اس تعلیمی و تربیتی تجربہ کو پیش نظر رکھا جس کا مشاہدہ صاف احساس دلاتا ہے کہ ہر ایک کا اپنا مقصد اور کام ہے، بزرگوں اور اکابر ملت کے تاثرات و معائنے بھی اس کے شاہد ہیں۔

جامعہ کی مجلس شوریٰ اور رفقاء تدریس و کارکنان کے انتخاب میں بھی وہی مقصد پیش نظر رہا۔ اور اخلاص و وفا، ایثار و قربانی اور محنت و شغف کی جیتی جاگتی تصویر ہے اسی تصویر کے فریم و چوکھٹے میں طلباء کی تعلیمی، ربانی و روحانی تربیت بھی کی۔

جامعہ کا نظام داخلہ و امتحانات بھی انوکھا و نرالا ہے۔ کبھی کوئی طالب علم جب بھی وہ آئے واپس نہیں کیا گیا۔ امتحانات میں حسن کارکردگی اور صلاحیت پیش نظر رہتی، کسی طالب علم کا اخراج اور معطل کرنا ممکن ہی نہیں تھا۔ خطا، قصور اور غلطی کی تصحیح اصلاح اور راہ راست پر لانے کے لیے دینی و اخلاقی قدریں، تریاق و اکسیر کا کام دیتی تھیں۔

نصاب و تدریس (درس نظامی) کے دائرہ میں ہے۔ لیکن اس کی ترتیب میں حکمت و اجتہاد سے کام لے کر زیادہ مفید و نفع بخش بنا دیا گیا، پورا نصاب درجات میں تقسیم کرکے جہاں سے جو آبدار موتی اور تابناک ہیرے ملے اسے پرو دیئے گئے اس سے پورا نظام جگمگا اٹھا اور قندیل رہبانی کا کردار ادا کرنے لگا۔

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نصاب کی کتابوں کو مفید تر بنانے کے لیے ایک جدید طریقہ اپنایا جو ان کی فکری بصیرت، تعلیمی تجربہ اور علمی دور اندیشی کا آئینہ دار ہے، یہ مضامین کے تسہیل کا طریقہ ہے۔ انھوں نے بنفس نفیس اپنی تمام تر مصروفیات و ذمہ داریوں کے ساتھ کم از کم سات مضامین کو آسان بناکر نصاب میں داخل کیا اور باقی مضامین کے تسہیل کا کام اپنے ادارہ کے ایک معتمد استاد عزیز القدر مولوی حافظ مفتی محمد عبید اللہ اسعدی کے سپرد کیا، جنھوں نے متعدد نصابی کتابوں کی اسی طرز و منہج پر تسہیل و تلخیص کی اس کے علاوہ اپنی علمی و تصنیفی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے چند معیاری کتابیں اسلامی علوم سے متعلق تصنیف کیں اور قلم کے جواں ہونے کی وجہ سے اس میں زور بھی ہے اور رواں دواں بھی۔

مولانا رحمہ اللہ نے اپنے جامعہ کو سلف صالح کے درس و منہج پر قائم رکھتے ہوئے تعلیم کو بارہ شعبوں میں تقسیم کر دیا۔ اس سے تعلیمی نظام و معیار کو بلند اور زمانہ کے مزاج و روح کے مطابق کرنے کی راہ ہموار ہوئی۔ اور طلبہ کی نگرانی و مثالی تربیت کرنے میں سہولت بھی حاصل ہو گئی۔

حضرت مولانا رحمہ اللہ نے جامعہ سے دور گاؤں میں نسواں اسکول (مدرسہ) بھی قائم کیا اور اس کی عمارت ایسی تعمیر کرائی کہ پردہ کے ساتھ بچیوں کے لیے ہر طرح کی آسانیاں حاصل رہیں، ان کا یقین تھا کہ بچیوں اور عورتوں کی تعلیم سے گھر اور خاندان اور معاشرہ صالح دینی و ثقافتی بنیادوں پر قائم ہوگا اور اس سے ماں کی گود ہی سے داعی و مصلح تیار ہونا شروع ہو جائیں گے۔

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طرز فکر و مطمع نظر تعلیم و تربیت کے سلسلے میں بڑا اہم جہت، وسیع اور جامع و مکمل تھا وہ دین کی بنیادی تعلیم ہر فرد کے لیے ضروری قرار دیتے تھے، اور ایسے علماء و تعلیم یافتہ ان کے پیش نظر تھے جو دینی علوم میں ماہر اور اخلاق و اعمال میں اسوہ و نمونہ ہوں

وہ عصری علوم کی بھی ہمت افزائی کرتے تھے۔ اور ان کے ذہن میں ایک مکمل و بصیرت افروز خاکہ تھا۔

جامعہ اور بانی جامعہ کے بارے میں چند اکابر کی رائے

حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے بزرگوں اور اکابر سے مشورہ و رہنمائی حاصل کرنے کے لیے برابر ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے اور لگا رہتا ہے انھیں جامعہ عربیہ کے معائنہ، برکت حاصل کرنے اور

دعاؤں و ہدایتوں کے لیے زحمت بھی دیا کرتے تھے، یہ حضرات مشورے دیتے، ہمت افزائی کرتے اور اپنی رائے و تاثرات سے نوازتے بھی تھے۔ یہاں چند بزرگوں کے تاثرات پیش ہیں: حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا تھا۔

آج بتاریخ ۔ جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ جامعہ عربیہ ہتھورا میں حاضری کا شرف حاصل ہوا، چند سال پہلے حاضری ہوئی تھی تو یہ جامعہ چند کوٹھریوں میں تھا۔ اور آج وہ ایک طویل و عریض دیدہ زیب عمارت کی صورت میں سامنے ہے یہ سب کچھ اللہ کے ایک مخلص بندے کے اخلاص و بے لوثی اور حسن نیت کا ثمرہ ہے۔"

مولانا عبد الماجد دریابادی رحمہ اللہ نے تحریر کیا تھا:-

"مدرسہ دیکھ کر خوش گوار حیرت ہوئی، مقام اتنا چھوٹا اور مدرسہ اتنا بڑا، ماشاء اللہ و بارک اللہ، اسلام کے قلعے کہاں کہاں اور کیسے کیسے قائم ہیں۔"

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی صاحب دامت برکاتہم رقمطراز ہیں:-

"یہ مدرسہ اپنے بانی اور اپنے کارکنوں کے اخلاص، ایثار، قربانی، جدوجہد اور اپنے طلباء کی سادگی و صلاحیت، ماحول کی پاکیزگی، شہر کے آفات سے دوری کی بنا پر دور دور اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اس مدرسہ کو اخلاص و ایثار کا ایسا سرمایہ حاصل ہے جو بڑے بڑے مدارس کے لیے قابل رشک ہے۔"

محاسن و اخلاق عالیہ

حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فیاض ازل نے بے پایاں محاسن و خوبیوں سے نوازا تھا، بچپن سے سادگی، نرم خوئی، تواضع، لطافت، نفاست سے مالا مال، دینی فرائض و واجبات کے بڑے اہتمام کے ساتھ پابند تھے۔ دینی تعلیم حاصل کی، بزرگوں کی صحبت میں رہے، تعلیم، دعوت، اصلاح، ریاضت، مجاہدہ اور شیخ وقت و مرشد کی تربیت و نگاہ کیمیا اثر نے نبوی اخلاق اور پیغمبرانہ صفات پیدا کر دیں صرف عبادات ہی نہیں معاملات و اخلاقیات اور عام زندگی کے برتاؤ و لین دین میں اتباع سنت اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عامل و کاربند تھے جس نے فرشتہ خصلت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی چلتی پھرتی اور جیتی جاگتی تصویر بنا دیا تھا، یہ زبان زد خلائق تھا کہ انھیں دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے، اور ان کے ساتھ چند لمحے گزار کر ایمان تازہ ہوتا ہے اور عمل صالح کا جذبہ موجزن ہو جاتا اسی نے انھیں خلق خدا میں بے انتہا مقبول بنا دیا تھا، جدھر گذرتے بہار آجاتی اور ایک زبردست ہجوم ہو جاتا، ہر ایک کو دعا دیتے اور تعویذ لکھتے، اور کسی کو مایوس واپس نہ کرتے، اور نہ کسی کے جلسہ، ادارہ، مدرسہ، دعوت و تبلیغ و اصلاح کے مواقع میں شرکت سے معذرت کرتے اور نہ انکار، خواہ بیمار ہوں، تھکے ہوں، چلنے بیٹھنے اور گفتگو کی ہمت نہ ہو، اس لیے ہر ایک کو خیال ہوتا کہ وہ اسی سے زیادہ قریب ہیں اور اسی سے محبت کرتے ہیں۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ چاہے چند سکنڈ سہی وہ جاکر مل کر پورے حالات معلوم کرتے اور دعا و تعاون بھی کرتے تھے بارہا اس کا مشاہدہ و تجربہ ہوا اور کچھ ذاتی واقعات بھی پیش آئے، راقم سطور الٰہ آباد یونیورسٹی میں تھا۔ ایک آزمائش کے نتیجہ میں زندگی میں پہلی بار عدالتی چارہ جوئی پر مجبور کیا گیا جس کا رنج و صدمہ اور افسوس تا حیات رہے گا۔ حضرت مولانا رحمہ اللہ جب بھی الٰہ آباد تشریف لاتے، راقم کو فوراً دریافت کرتے ان کے پاس وقت کم ہوتا لیکن غریب کی قیام گاہ پر ضرور تشریف لاتے میری اور بچوں کی نام لے کر خیریت دریافت کرکے روانہ ہو جاتے اور جب اس بار تشریف لائے تو ہجوم سے الگ جاکر پوری عدالتی کارروائی کی تفصیل پوچھی اور جب میری ملازمت کے بارے میں اطمینان ہو گیا تو دعاؤں کے ساتھ رخصت ہوئے اور باصرار بندہ آنے کا وعدہ ہی نہیں بلکہ تاریخ تک نوٹ کروالی۔ اپنے دو مخلصوں اور دوستوں (خواجہ جمیع الدین صاحب اور بھائی کلیم اللہ خاں صاحب) کے ہمراہ حاضر ہوا۔ لکھنؤ سے برادر معظم مولانا سید محمد مرتضیٰ صاحب (ان کے صدیق حمیم و رفیق عزیز) تشریف لائے۔ عنایتوں نوازشوں کی بارش کر دی آج بھی وہ یادیں آنکھوں کو نور اور دل کو سرور عطا کر رہی ہیں۔

ان کی گفتگو، تقریر اور مجلس میں بلا کی تاثیر نورانیت اور روحانیت تھی، کشش سحر انگیزی تھی، جی چاہتا تھا کہ بس بیٹھے انھیں دیکھتے یا ان کی سنتے رہیں ؎

نہ تخت و تاج میں نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

یہ عاجز اور ان کے تمام محبین و مخلصین اسے اپنا توشۂ آخرت اور ذریعۂ نجات سمجھتے ہیں، بزرگوں اور اکابر کو بھی قدر و احترام کرتے دیکھا اور سنا، خود ان کے مرشد و استاذ مولانا اسعد اللہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ اگر آخرت میں اللہ عز و جل نے پوچھا کہ کیا لائے؟ تو عرض کروں گا کہ (صدیق) کو لایا ہوں، ان کے استاذ گرامی مرتبت حضرت مفتی محمود حسن صاحب فرمایا کرتے تھے

کہ حشر میں اگر سوال ہو کہ کیا لے کر آئے ہو تو کہہ دوں گا (صدیق و ابرار (۱)) کو لے کر آیا ہوں

اس جیسے بلند کلمات ان کے بارے میں بہت سے معاصرین سے سُنے گئے۔ اور یہ کہ ان جیسی شخصیت صدیوں میں پیدا ہوا کرتی ہے

مُعلّم مصنف اور شاعر

مولانا صدیق احمد صاحب رحمۃ اللہ نے اپنی زندگی بطورمعلم شروع کی اور زندگی کے آخری لمحہ تک یہ عظیم فریضہ انجام دیا۔ ابتدائی عربی و فارسی کی کتابوں سے لے کر دورۂ حدیث تک کی تعلیم دی، بے حد کامیاب اور مقبول استاذ تھے۔ جس طرح وعظ و تقریر دلنشین ہوتی تھی اسی طرح درس بھی مؤثر ہوتا تھا۔ بڑے شوق و ذوق و انہماک سے پڑھاتے تھے اپنے دعوتی اسفار سے جلد از جلد واپس آتے اور فوراً طلباء کو بلا کر درس شروع کر دیتے وقت کی قید نہ تھی۔ ایک واقعہ ان کے ہم درس مولانا سید محمد مرتضیٰ صاحب رحمۃ اللہ نے بیان کیا تھا کہ لکھنؤ کے ایک جلسہ میں تقریر کی صبح ۱۰ بجے بارہ بنکی کے کسی مدرسہ میں ختم بخاری کی تقریب میں شرکت کرنی تھی باندہ روانہ ہونے لگے۔ میں نے بہت اصرار اور بے تکلفی سے روکا کہ تھک کر پریشان ہو جائیں گے۔ جواب دیا، کچھ لوگ شدت سے مدرسہ میں میرے منتظر ہیں ان کا کام کر کے تقریب میں شریک ہو جاؤں گا، بعد میں معلوم ہوا کہ طلباء کو پڑھانا تھا۔ تھوڑا پہونچے، سبق پڑھایا اور پھر روانہ ہو گئے۔ ایک درس میں راقم سطور کو بھی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ اپنی کم مائگی کے باوجود محسوس کیا کہ بڑا گہرا مطالعہ اور وسیع معلومات نہ صرف اس موضوع سے بلکہ اس کے متعلقات سے بھی رکھتے تھے اور بڑا آسان اور عام فہم طرز تدریس تھا۔

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ نصاب کی کتابوں کی تسہیل کا کام خود شروع کیا تھا۔ اور ان تمام تر مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف اور رسالے بھی ترتیب دیئے۔

چند نام ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ شرح بخاری، ۲۔ سیرت سید المرسلین ۳۔ آداب المعلمین، ۴۔ آداب المتعلمین ۵۔ حق نما، ۶۔ فضائل نکاح، ۷۔ احکام المیت ۸۔ فضائل علم، ۹۔ التسہیل السامی فی حل شرح الجامی ۱۰۔ تسہیل المنطق، ۱۱۔ تسہیل التجوید، ۱۲۔ تسہیل النحو ۱۳۔ تسہیل الصرف، ۱۴۔ اسعاد المفہوم شرح سلم العلوم، ۱۵۔ شرح شرح تہذیب،

اس مختصر مضمون میں ان کتابوں پر تبصرہ ممکن نہیں ہے۔ ان کے علاوہ صہبائے مدینہ کے نام سے نعتیں ہیں اور کچھ نظمیں بھی کہی تھیں (ثاقب) تخلص تھا۔ نعت کے چند اشعار آپ بھی پڑھ لیں:

وفورِ شوق میں ہر جذبۂ دل میرے کام آیا
کبھی لب پر درود آیا کبھی لب پر سلام آیا
سفینہ جب گھرا میرا حوادث کے تھپیڑے میں
پئے تسکینِ خاطر لب پہ میرے ان کا نام آیا
مرے مجروح دل کو ہو گئی تسکین یوں حاصل
کبھی ان کا سلام آیا، کبھی ان کا پیام آیا
مدینہ میں پہونچ کر قلب مضطر نے اماں پائی
اگرچہ راہ میں میری حرم بھی اک مقام آیا
کہاں ایسا مقدر تھا کہ مجھ کو یاد کر لیتے
انھیں کا فیض ہے اپنے لیے بھی اب پیام آیا
بتاؤں کیا تمھیں ثاقب ملا کیا نعت گوئی میں
بوقتِ مرگ اپنے ساقیٔ کوثر کا جام آیا

ایک دوسری نعت کے کچھ اشعار پیش ہیں:۔

تمنا ہے کہ گلزارِ مدینہ اب وطن ہوتا
وہاں کے گلشنوں میں کوئی اپنا بھی چمن ہوتا
بسر اب زندگی اپنی دیارِ قدس میں ہوتی
وہیں جیتا وہیں مرتا، وہیں گور و کفن ہوتا
خدا شاہد ہے کہ ہم سارے جہاں پر حکمراں ہوتے
رسول پاکؐ کی سنت اگر اپنا چلن ہوتا
تمنا ہے کہ کشتی عمر ان کے آستانے پر
عنایت جلوہ گر ہوتی کرم سایہ فگن ہوتا
خوش قسمت کہ ہوتا کوچۂ محبوب میں مسکن
یقیں کی راہ میں قربان اپنا جان و تن ہوتا
یہی ہے آرزو ثاقب یہی اپنی تمنا ہے
کہ پیوندِ بقیع پاک اپنا بھی بدن ہوتا

پسماندگان و اولاد:

اہلیہ محترمہ کا چند سال قبل انتقال ہو چکا تھا، بڑی صالحہ، نیک و فیاض خاتون تھیں اولاد میں تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہیں اور سبھی صالح و نیک اور سعادتمند ہیں، تینوں صاحبزادگان عالم اور والد بزرگوار کے نقش قدم پر ہیں، مولانا سید حبیب احمد صاحب، مولانا نجیب احمد صاحب اور مولانا حسیب احمد صاحب جامعہ ہی میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں، تواضع انکسار اور بے نفسی میں اپنی آپ مثال ہیں۔ تعزیت کے لیے حاضری دی تو مہمانوں اور تعزیت کرنے والوں کا ہجوم نظر آیا۔ لوگ مسلسل آرہے تھے اور رنج و غم سے نڈھال تھے۔ ان صاحبزادگان اور اراکین جامعہ کے بھی چہرے غم و رنج اور فکر و اندوہ سے پژمردہ دکھائی دیئے مگر ان میں عزم و حوصلہ اور ہمت و عزیمت کے آثار نمایاں تھے

باقی صـ۲۱ـ پر)

(۱) حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم،

(دوسری قسط)

سماجی و ادبی انقلاب میں

مواعظ و ملفوظات کا اثر

مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری

"اے فقیر! دولتمند آدمی کا درختِ ایمان کمزور جڑ کا ہوتا ہے اور اس قوت سے خالی جو تیرے درخت ایمانی میں بھری ہوئی ہے اس کی مضبوطی اور اس کا لٹکاؤ انھیں چیزوں سے ہے، جو مالِ دنیا اور طرح طرح کی نعمتیں اس کے پاس تجھ کو نظر آتی ہیں۔ اگر درخت کی کمزوری میں یہ چیزیں اس سے الگ کر دی جائیں تو ایمان کا درخت سوکھ کر کفر و انکار (پیدا) ہو جائے گا۔ اور وہ شخص منافقین و مرتدین وکفار میں شامل ہو جائے گا۔ البتہ اگر خداوند تعالیٰ دولتمند کی طرف صبر و رضا و یقین، علم اور طرح طرح کی معرفتوں کے لشکر بھیجے اور اس سے اس کا ایمان قوی ہو جائے تو پھر اس کو تونگری اور نعمتوں کے علیحدہ علیحدہ ہو جانے کی پرواہ نہ ہوگی۔ (دعوت و عزیمت جلد ا صـ۲۱۴ـ)

ایک جگہ سرکاری علماء و مشائخ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

"اے علم و عمل میں خیانت کرنے والو! تم کو اس سے کیا نسبت، اے اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمنو! اے بندگان خدا کے ڈاکوؤ! تم کھلے ظلم اور کھلے نفاق میں مبتلا ہو۔ یہ نفاق کب تک رہے گا۔ اے عالمو! اور اے زاہدو! شاہان و سلاطین کے لیے کب تک منافق بنے رہو گے۔ کہ ان سے دنیا کا زر و مال اور اس کی شہوات و لذات لیتے رہو۔ تم اور اکثر بادشاہ اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے مال اور اس کے بندوں کے متعلق ظالم اور خائن بنے ہوئے ہیں۔ بارالٰہا! منافقوں کی شوکت توڑ دے۔ اور ان کو ذلیل فرما۔ یا ان کو توبہ کی توفیق دے اور ظالموں کا قلع قمع فرما اور زمین کو ان سے پاک کر دے یا ان کی اصلاح فرما۔ (صـ۲۱۷ـ جلد ۱)

ایک موقع پر ارشاد فرماتے ہیں:۔

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی دیواریں پے در پے گر رہی ہیں اور اس کی بنیاد بکھری جاتی ہے۔ اے باشندگان زمین آؤ اور جو گر گیا ہے اس کو مضبوط کر دیں اور جو ڈھ گیا ہے، اس کو درست کر دیں۔ یہ چیز ایک سے پوری نہیں ہوتی سب ہی کو مل کر کام کرنا چاہیئے اے سورج! اے چاند! اے دن! تم سب آؤ۔" (طبقات ۲۱۸)

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے بعد اس میدان میں علامہ ابن جوزیؒ نے بڑا اہم رول ادا کیا۔ ان کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ ان کے انقلاب انگیز مواعظ و مجالس، درس و ملفوظات ہیں، تاثیر کا یہ عالم ہوتا کہ لوگ غش کھا کھا کر گرتے، وجد و شوق میں گریبان پھاڑتے، لوگوں کی چیخیں نکل جاتیں، آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں، توبہ کرنے والوں کا کچھ شمار نہ ہوتا۔ ان کی مجالس وعظ کی مقبولیت اور لوگوں کے اژدہام کا ایک بڑا سبب ان کی فصاحت و بلاغت اور دلنشین انداز بیان حسن خطابت کو بھی قرار دیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا مدظلہ العالی نے اس طرف یوں اشارہ فرمایا ہے:

"انھوں نے "صید الخاطر" میں اپنی اس ذہنی کشمکش کا بھی ذکر کیا ہے کہ نفس نے ان کو اس کی ترغیب دی کہ وہ اس کا اہتمام بالکل چھوڑ دیں اور الفاظ کی طرف بالکل توجہ نہ کریں یہ سب تکلف اور تصنع ہے لیکن انھوں نے اپنے علم اور تفقہ سے اس خیال کو دفع کیا اور اپنے نفس کو سمجھایا کہ حسن کلام ایک خداداد قابلیت ایک ہتھیار اور ایک کمال کی بات ہے، نہ کہ نقص و عیب۔ اس لیے ان کو دعوت و تبلیغ میں اس سے کام لینا چاہیئے، اس کی ناقدری نہیں کرنی چاہیئے۔" (صفحہ ۲۵)

اس طرح ان اہل دل بزرگوں نے نہ صرف اپنے مواعظ کے ذریعہ دلوں کی دنیا بدل دی بلکہ زبان و ادب کے دامن کو بھی مالا مال و نہال کیا۔ ادب رفیع کے وہ نمونے چھوڑے جس سے بہتر و شاندار اور مؤثر ادب کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ادب کا تعلق چونکہ زندگی سے ہے، اور یہ اہل دل بزرگ زندگی کے رزم و بزم سے اتنے قریب ہوتے ہیں کہ جس سے زیادہ کا تصور دوسرے طبقہ انسانی سے نہیں کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا جہاں سیرت کا نہال برگ و بار سے مالا مال ان کی صحبت فیض کے اثر سے لازوال ہو جاتا ہے وہیں ادب کی چاشنی و حلاوت، استعارے، تلمیحات کنایات، محاورات اور محاکات کا بانکپن بھی ان کے مواعظ و ملفوظات کی روح کی تابندگی کی عکاسی کرتا ہے اس تناظر میں فوائد الفواد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کے

ملفوظات میں سب سے قدیم اور سب سے زیادہ اہم ماخذ سرور الصدور و نور البدور اسی طرح سیر الاولیا، احسن الاقوال اور خیر المجالس اور راحت القلوب جو بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے ملفوظات پر مشتمل ہیں کا مطالعہ بھی اس عقلیت و تاثیر کا اہم ماخذ ہیں — پروفیسر نثار احمد فاروقی رقمطراز ہیں:-

"ہندوستان میں ساتویں صدی ہجری سے چودھویں صدی کے آخر تک سات سو سال میں جو فارسی ادب پیدا ہوا اس پر ایک سرسری نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ ان میں اکثریت انھیں اہل دل کی ہے یا ان سے وابستہ افراد کی ہے اسی طرح اردو ادب میں نظم و نثر کے جو ابتدائی نمونے ملتے ہیں، وہ ان بزرگوں کی خانقاہوں میں ڈھالے گئے ہیں۔ قدیم کتب ملفوظات کے گہرے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو زبان کا گھنڈا انھیں بزرگوں نے بنایا ہے اور اس زبان میں جو تاثیر گھلاوٹ ہے وہ ان بزرگوں کی عوام دوستی کا ہی پرتو ہے۔" (نقد ملفوظات)

یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ اور مشائخ کی صحبتیں، ان کے مجالس، ان کے ارشادات و افادات ان کے ہدایات و ملفوظات اور بعض اوقات ان کی دلنواز نگاہیں نسخۂ اکسیر ثابت ہوتی ہیں۔

مشہور ہے کہ حضرت سید احمد شہیدؒ جب رائے بریلی سے لکھنؤ تشریف لائے اور ٹیلہ والی مسجد میں قیام پذیر ہوئے تو اہل لکھنؤ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور توبہ و انابت کے ساتھ روحانی زندگی کی تازگی، سکینت، نشاط انگیزی اور باطنی تسکین اور روح کی بالیدگی پاتے۔ ذہن و فکر میں ایک عظیم انقلاب محسوس کرتے۔ اس کا اثر ایوانِ حکومت میں محسوس کیا جانے لگا۔ نواب اودھ کی طرف سے بعض پیشکش بھی ہوئیں دھمکی کا انداز بھی اختیار کیا گیا۔ اوباش بھی لگائے گئے۔ یہاں تک کہ ایک روز کچھ ڈاکو حاضر خدمت ہوئے ان میں ان کا سردار بھی تھا۔ ان کے آنے کا مقصد کچھ اور تھا۔ لیکن آپ کی مجلس میں شریک ہوئے گفتگو سنی تو دل تڑپ اٹھا۔ کوثر و تسنیم میں دھلی ہوئی زبان کے ایک ایک بول کی تراوٹ سے نہال ایمان پر تازگی کے ساتھ اہتزاز کی کیفیت طاری ہوگئی، جو مدتوں سے معصیت کی پرشور وادی میں فنا و بقا کی کشمکش سے دوچار تھا۔ ایک ہی نظر نے دل کی دنیا ہی بدل کر رکھ دی اور رہزن سے رہبر کی صفوں میں داخل ہوگئے یہاں تک کہ جب ان کے دوسرے ساتھیوں نے عادت کے مطابق کہیں رہزنی یا شب خوں مارنے کا تذکرہ کیا تو انھوں نے نہ صرف اس میں کوئی دلچسپی ظاہر کی بلکہ ان سے بھی حق و صواب کی ڈگر اختیار کرنے کے لیے حضرت سید صاحبؒ کے مجلس کے تاثرات اور اپنے توبہ و انابت کا تذکرہ کیا اور انھیں بھی لے کر آئے اور یہ پوری جماعت جن کا پیشہ رہزنی، چوری تھا۔ اہل دل کی صفوں میں داخل ہوگئے۔ دین اسلام اور مخلوق خدا کی بہی خواہی ان کا شعار بن گیا۔ اس طرح وہ سماجی انقلاب وجود پذیر ہوا۔ جو اپنی صالحیت افادیت، اصالیت اور نافعیت میں قرنِ اول کی یاد تازہ کر رہا تھا۔

دل کا رُخ جب صحیح ہو جاتا ہے تو زبان و قلم کے رشحات و نگارشات میں صالحیت کا عکس جمیل نظر آنے لگتا ہے، وہی مومن خاں مومن جو رنگین مزاج اور عشق شعار تھے حضرت سید صاحب کی ارادت میں آتے ہی ان کا فکری رُخ ایسا تبدیل ہوا کہ اب وہ خود کہہ رہے ہیں۔

مومن تجھے کچھ بھی ہے جو پاس ایمان
ہے معرکۂ جہاد چل دیجئے وہاں
انصاف کرو، خدا سے رکھتے ہو عزیز
وہ جان جسے کرتے تھے بتوں پہ قرباں

آگے وہ کہتے ہیں:-

پلا مجھ کو ساقی شراب طہور
کہ اعضا شکن ہے خمار فجور
کوئی جرعہ دے دیں فزا جام کا
کہ آجائے بس نشۂ اسلام کا
بہت کوشش و جاں نثاری کروں
کہ شرع پیمبر کو جاری کروں
جو ہے عمر باقی تو غازی ہو تم
سزاوار گردن فرازی ہو تم
الٰہی مجھے بھی شہادت نصیب
یہ افضل سے افضل عبادت نصیب
میں گنج شہیداں میں مسرور ہوں
اسی فوج کے ساتھ مسرور ہوں

ان کے علاوہ اور بھی شعراء، ادباء حضرت سید صاحب کی تحریکِ اصلاح و جہاد سے ایسے متاثر ہوئے کہ ان کی تالیفات و تصنیفات اور کلامِ خالص اسلامی ادب کے نمونے بن گئے۔

جناب مولانا عبداللہ عباس ندوی صاحب نے اپنے ایک مقالہ میں اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:-

"تحریک جہاد کے بعد جو شعراء صف اول میں آتے ہیں۔ ان میں ایک ٹھہراؤ اور وقار محسوس ہوتا ہے۔ یہی بلکہ ان کے کلام میں طنز و مزاح کے نام پر تضحیک کا جو عنصر تھا وہ ختم ہو گیا۔ اس دور کے سرخیل شعراء میں استاد ذوق کے یہاں بھی وہ ابتذال نہیں ہے جو ان کے متقدمین کے کلام کا ناقابل انکار عنصر تھا۔

ایک زمین ہے "زباں کے لیے" "آسماں کے لیے" اس میں استاد ذوق کے یہ اشعار اس بات کے غماز ہیں کہ وہ اپنے پیشرو شعراء سے مختلف نظر آتے ہیں۔ اور ان کے کلام میں بالواسطہ ایک اسلامی دعوت کا اثر نمایاں ہے۔ کہتے ہیں:-

فروغِ عشق سے ہے روشنی جہاں کے لیے
یہی چراغ ہے اس تیرہ خاکداں کے لیے
نہیں ثبات بلندیٔ عزّ و شاں کے لیے
کہ ساتھ اوج کے پستی ہے آسماں کے لیے
بیان درد محبت جو ہو تو کیوں کر ہو
زباں نہ دل کے لیے ہے، نہ دل زباں کے لیے
مرے مزار پہ کس وجہ سے نہ برسے نور
کہ جان دی کہ تری روئے عرق فشاں کے لیے

یہ وہی زمین ہے جس میں مومن کی مشہور غزل ہے:

نہ پائے یار کے بوسے نہ آستاں کے لیے
عبث میں خاک ہوا میل آسماں کے لیے
نوید امن ہے بیداد دوست جاں کے لیے
رہی نہ طرز ستم کوئی آسماں کے لیے

(کاروانِ ادب مئی، اپریل، جون ۱۹۹۵ء)

حقیقت یہ ہے کہ آپ کی بلند قامت شخصیت، پر مغز وعظ، دلنشیں ملفوظات، امت کے لیے تڑپ کے وہ اثرات ظاہر ہوئے جن سے ایک عام ذہنی مزاج و رجحان کی تشکیل ہوئی اور قوم کا مزاج ان کاوشوں کے نتیجے میں ایسا بن گیا کہ علی گڑھ اور آکسفورڈ کے فاضل انگریزی کے اعلیٰ انشاء پرداز مسٹر محمد علی کو مولانا محمد علی اور ان کے بھائی مولانا شوکت علی کو بھی خادم کعبہ کا لباس پہن کر آنا پڑا۔ جب کہیں وہ مسلمان قوم کی لیڈری کے مستحق ہوئے اور وہ ادب مقبول ہوا جس میں زندگی اور مذہب کی چھاپ نمایاں ہو۔

وہ آنکھ کہ بے نم ہو، رہے کور تو بہتر
جو دل کہ ہو بے داغ وہ جل جائے تو اچھا۔

واشنگٹن "الاسکا" کے سیاہ فام اور اصلی باشندوں پر دو ہزار تین سو تجربات

ترجمہ:- محمد فیصر حسین ندوی

برطانوی اخبار INDEPENDENT کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکی وزارت دفاع "الپتاجون" نے ۱۹۴۴ء سے آج تک متعدد اشخاص پر شعاؤں کے دو ہزار تین سو تجربات ان سائنسی تحقیقات کے دائرے میں جو سرد جنگ کا نتیجہ ہیں کئے ہیں۔ یہ رپورٹ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک وسیع تحقیق کا نتیجہ ہے یہ تحقیق حکومت نے ۱۹۹۳ء کے اس انکشاف کے بعد کی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ جن مریضوں کو دوسری عالمی جنگ کے اختتام پر مختلف اسپتالوں میں داخل کیا گیا تھا۔ ان کے جسم میں پلاٹینیم کے مواد داخل کئے گئے تھے۔

"البتاجون" نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ دو ہزار تین سو نواسی میں سے اکثر تجربات جن کو ۱۹۴۴ء سے ۱۹۹۴ء تک آزمایا گیا مشہور معروف طبی فارمولوں پر مبنی تھے لیکن ان میں سے بعض تجربات جن کو "الاسکا" کے سیاہ فام اور اصلی باشندوں پر کئے گئے۔ ان کے خلاف مظاہرے ہوئے اور معاملہ کورٹ تک پہنچ گیا۔

ایک بڑے فوجی افسر نے اقرار کیا ہے کہ وہ اشخاص جو ان تجرباتی شعاؤں کے شکار ہوئے ہیں ان کی تعداد کی تحدید و تعیین کے سلسلہ میں کوئی کوشش نہیں کی گئی لیکن پھر بھی ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ چکی ہے دوسری طرف اس اخبار نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں برطانوی فوجیں اب بارودی سرنگ بچھانے کی ٹریننگ حاصل کر رہی ہیں۔ حالانکہ بارودی سرنگ بچھانے اور اس کے تیار کرنے پر سرکاری پابندی عائد ہے۔ اس اخبار نے مزید یہ بھی لکھا ہے کہ اس پابندی کے قانون کی ایک کمی نے جس کا اعلان لیبر پارٹی نے گذشتہ مئی کے مہینے میں برسراقتدار آنے کے کچھ ہی دنوں بعد ہی کر دیا تھا۔ برطانوی فوج کو اس طرح کے تصرف کا موقع فراہم کر دیا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں خاص طور سے کوئی پابندی نہیں لگائی گئی تھی۔ اخبار نے یہ بھی لکھا ہے کہ شاہی مسلح فوجیں جو B-۸۷۶ کی نوعیت کے بموں کو استعمال کی ٹریننگ حاصل کر رہی ہیں جو ایسے خطرناک پیکٹوں کی شکل میں ہیں جن کو آسانی سے پودوں کے درمیان چھپایا جا سکتا ہے۔ اور جو بارودی سرنگ اکھاڑنے والوں کی معمولی رگڑ سے پھٹ گئے ہیں۔

(بہ شکریہ العالم الاسلامی)

مطالعہ کی میز پر

تبصرے کیلئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے!

ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

نام کتاب: "تقریر دل پذیر"
مصنف: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دیوبند
سائز: ۲۲×۱۸/۸، صفحات: ۴۰۶
کتابت، طباعت اور کاغذ: سب معیاری
قیمت: مجلد ۲۰ روپیہ
ملنے کا پتہ: شیخ الہند اکیڈمی، دار العلوم دیوبند

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے شیخ الہند اکیڈمی کے ذمہ داروں کو کہ وہ اسلاف کی نایاب تحریریں کو ہم عوام الناس تک پہونچانے کا کام کر رہے ہیں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دار العلوم دیوبند سے ہر پڑھا لکھا مسلمان واقف ہے اور علمائے عرب و عجم ان کی علمیت کے قائل ہیں، یہ "تقریر دل پذیر" کتاب نہ جانے کتنے اہم ترین مسائل کا عقلی و نقلی حل پیش کرتی ہے، اس کتاب میں عیسائیت، ہندوئیت، پارسیت، دہریت، عقلیت محض، تصوف، ذات و صفات وغیرہ کے ہر ہر موضوع پر دل و دماغ کو مطمئن کرنے والے تفصیلی بیانات ہیں ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

"مہربان من ایسی چار باتیں اخلاق میں سے ایسی ہیں کہ ان کی بھلائی میں عالم کو ایسا اتفاق ہے جیسا روز روشن کے ہونے اور رات کی اندھیری میں کسی کو کلام نہیں۔

ایک تو عدل و انصاف یعنی حقوق والوں کے حقوق ادا کرنا۔ دوسری، دوسروں کے ساتھ احسان اور بھلائی کرنا۔ تیسری متانت یعنی سبک حرکت نہ ہونا اور بے فائدہ اور بے ہودہ کام نہ کرنا چوتھی نفاست اور پاکیزگی۔

سو یہ چار باتیں ایسی ہیں کہ اگر خدائے کریم کسی کو عنایت کرتا ہے تو اور لوگ اس کی تعریف کیا کرتے ہیں اور وہ اپنے آپ فخر کیا کرتا ہے، اور جس میں یہ اخلاق نہیں ہوتے تو سب کے دلوں میں اس کی طرف سے کشیدگی ہوا کرتی ہے اور سارا جہان اسے برا کہا کرتا ہے اور وہ خود ایسے لوگوں کا جو موصوف باین اوصاف ہوتے ہیں بیشتر حسد کیا کرتا ہے، سو وہ حسد بظاہر اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ایسے لوگ مرجع و مآب، مخدوم انام اور محبوب خلائق ہوا کرتے ہیں پر واقع میں یہ ساری سوختگی ان اوصاف ہی کی وجہ سے ہوا کرتی ہے کیونکہ ان کی محبوبیت اور مخدوم ہونا بھی تو انہی اوصاف پر موقوف ہے بالجملہ حاسد کو خبر ہو یا نہ ہو مگر اس کے دل میں بھی ان اوصاف کی خوبی ہوا کرتی ہے۔

اب کان دھر کر سنئے کہ یہ چار باتیں کہنے میں تو چار ہیں پر غور سے دیکھئے تو ان کا پھیلاؤ رشتۂ خیال کو بھی تنگ کئے دیتا ہے مگر ایسے مجمل مضمون نے ہوں گے کہ جن کی اتنی بڑی تفصیل ہو، سو مختصر مختصر اس مشکل کو شرح کرکے بعد میں اس کا نتیجہ عرض کروں گا۔"

یہ علمی کتاب علماء اور طلبائے دین کے لیے بے حد

نام کتاب: "احادیث میں مذکور نباتات، ادویہ اور غذائیں ایک سائنسی جائزہ"
مصنف: ڈاکٹر اقتدار فاروقی صاحب
سائز: ۲۲×۱۸/۸، صفحات مع کور: ۲۵۲
کتابت و طباعت: مناسب، قیمت: ۹۰ روپیہ
ملنے کا پتہ: سدرہ پبلشرز، نعمت اللہ بلڈنگ، نعمت اللہ روڈ، امین آباد لکھنؤ۔ ۲۲۶۰۱۸

ابھی قریب ہی میں ڈاکٹر صاحب کی کتاب "نباتات قرآن" کا تعارف تعمیر حیات کے صفحات پر آچکا ہے، ڈاکٹر صاحب کی یہ کتاب بھی تقریباً اسی طرز کی ہے، "سائنسی جائزہ" میں جہاں ڈاکٹر صاحب ان نباتات و ادویہ کی خواص وغیرہ پر سائنسی معلومات مہیا فرماتے ہیں وہیں مذکورہ نباتات و ادویہ کی تعیین میں بھی سائنسی طریقہ اختیار فرماتے ہیں۔

جس شئے کا بیان لاتے ہیں پہلے اس کا مشہور نام لکھتے ہیں، پھر عربی نام، پھر دوسرے نام تحریر فرماکر اس شئے کے حصول کا ذریعہ تحریر فرماتے ہیں، وہ شئے کہاں پیدا اور کہاں مہیا ہوتی ہے، لکھتے ہیں، پھر احادیث میں جہاں جہاں اس کا ذکر ہے بیان فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بیان کردہ فوائد کا ذکر کرتے ہیں، پھر سائنسی طور پر ثابت شدہ فوائد و خواص پیش فرماتے ہیں۔

کئی چیزیں "نباتات قرآن" کی بعینہ نقل ہیں، تحقیق میں یہاں بھی کافور کو عطر ریحان ثابت کیا ہے اور علمائے عالم کو دعوت دی ہے کہ وہ اس موضوع پر توجہ دیں اور اپنی تحقیق پیش فرمائیں مشک اور عنبر کی تحقیق بڑی محنت و کاوش سے منضبط کی گئی ہیں، مشک حاصل کرنے کے لئے ہرن کا پیٹ پھاڑ دیا جاتا ہے اگر ذبح سے پہلے یہ عمل ہوتا ہے تو بڑا ظلم ہے، ہوسکتا ہے اللہ کے رسولؐ کے زمانہ

(باقی ص ۱۷ پر)

سیرت سلطان ٹیپو شہیدؒ

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی دامت برکاتہم کی نظر میں

ہندوستان کی تاریخ سلطان ٹیپو سے زیادہ بلند ہمت، بالغ نظر، مذہب و وطن کے فدائی اور غیر ملکی اقتدار کے دشمن سے آشنا نہیں، انگریزوں کے لیے ٹیپو سے زیادہ مہیب اور قابل نفرت شخصیت کوئی نہ تھی، یہ ان کا حق تھا کہ اس صاحب عزیمت و حمیت اور صاحب ذکاوت و فراست سلطان اور قائد و مجاہد پر ایک منصفانہ اور محققانہ کتاب لکھی جائے لیکن افسوس کہ تصانیف و تاریخی کتابوں کی کثرت کے باوجود کوئی ایسی مفصل کتاب ہماری نظر سے نہیں گزری جس میں ان کے شخصی، خاندانی یہاں تک کہ ان کے دینی و روحانی حالات و تعلقات اور پھر ان کے کارنامۂ جہاد، نظم سلطنت اور سنت و شریعت کے احترام و اجراء کی کوششوں کا تفصیل سے ذکر ہو چونکہ ان کا روحانی و اصلاحی تعلق ہمارے خاندان کے بزرگوں سے رہا تھا اس لیے اور بھی خواہش تھی کہ ان سب پہلوؤں پر تاریخی و ثائق، قلمی کتابوں اور مستند حوالوں سے روشنی ڈالی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی توفیق دار العلوم ندوۃ العلماء کے ایک فاضل عزیز گرامی قدر مولوی محمد الیاس ندوی بھٹکلی کو دی جنھوں نے اس موضوع پر ایک مفصل تحقیقی کتاب تیار کی جس کی تالیف و ترتیب میں راقم الحروف کی تحریک و تشویق اور ہمت افزائی شروع سے شامل رہی ان کو اس سلسلہ میں سلطان شہید کا پڑوسی ہونے اور جنوبی ہند کے ایک باحمیت و باتوفیق خطہ بھٹکل (ریاست میسور) کا باشندہ ہونے کی بنا پر حق شفعہ بھی حاصل تھا خدا کا شکر ہے کہ انھوں نے اپنے مطالعہ و واقفیت، تعلق قلبی اور حمیت دینی کی بنا پر بڑی لیاقت و محنت کے ساتھ یہ کام انجام دیا اس کا اندازہ کتاب اور اس موضوع پر اظہار خیال اور اعتراف کا سب سے زیادہ حق رکھنے والی شخصیت فاضل گرامی پروفیسر خلیق احمد نظامی علی گڑھ کے مقدمہ ہی سے ہوسکتا ہے انشاء اللہ امید ہے کہ سلطان شہید کی شخصیت اور ان کے کارنامے سامنے آنے کے بعد ایک بڑا تاریخی انکشاف اور معلومات میں اضافہ ہوگا اللہ تعالیٰ مصنف عزیز کی اس بامقصد نتیجہ خیز اور قابل تبریک و تہنیت محنت و دیدہ وری کو قبول فرمائے

(از مقدمہ کتاب ہذا)

ناشر: مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ | قیمت - ۱۰۰/- روپئے صفحات ۶۰۰

ملنے کے پتے:- ۱- مکتبہ ندویہ ندوۃ العلماء لکھنؤ، ۲/ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

۳- دار العلم ۱۳۱/ محمد علی روڈ بھٹکل - ۵۸۱۳۲۰ (کرناٹک)

اعلان

۱۰/۲۵ر فروری ۱۹۹۶ء کے تعمیر حیات میں شائع شدہ مضمون "سادگی مسلم کی دیکھ" (محمد الیاس ندوی بھٹکلی) اب کتابچہ کی شکل میں "مکتبۃ الحسنات ۲۲۴۱/ کوچہ چیلان دریا گنج دہلی ۲" سے "مشنری تعلیم تاریخی پس منظر اور خطرناک عزائم" کے نام سے طبع ہوکر آگیا ہے۔

یہ کتاب "دار العلم ۳۰/ محمد علی روڈ بھٹکل ۵۸۱۳۲۰ کرناٹک" میں بھی دستیاب ہے

شائقین اس کو ضرور منگواکر پڑھیں۔

قیمت صرف ۷/= روپئے ہے۔

مولانا مودودی صاحب کے بیان
بعنوان
تحقیق حدیث دجال پر ایک نظر
قیمت Rs 60/=
مصنف: مولانا محمد عبد الدیانؒ
ملنے کا پتہ:- عبد اللہ ندوی
مکتبہ تحقیق۔ مقام و پوسٹ سلطان پور تحصیل گھوسی
ضلع مئو یو۔پی۔ 275304

دعائے مغفرت

ندوۃ العلماء کے قدیم ندوی فاضل اور حضرت مولانا مدظلہ سے قریبی تعلق رکھنے والے مولانا اقبال صاحب ملا ندوی بھٹکلی کی والدہ کا گذشتہ ماہ مختصر علالت کے بعد انتقال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ بڑی صالحہ، نیک، صوم و صلوٰۃ کی پابند اور ملنسار تھیں۔

قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

● جناب حافظ عبد المبین صاحب (محصل دار العلوم ندوۃ العلماء) کے چچا جناب عبد الخلیل صاحب کا مورخہ ۱۳ر ستمبر ۱۹۹۷ء کو مختصر علالت کے بعد آبائی وطن ضلع گونڈہ میں انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند اور عربی مدارس سے خاص تعلق رکھتے تھے تعمیر حیات کا پابندی سے مطالعہ کرتے تھے۔ قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

● مولوی عبد القدوس خان قاسمی (محصل دار العلوم ندوۃ العلماء) کی بھابھی کا ۱۹ر ستمبر ۱۹۹۷ء کو اور بھتیجی کا ۵ر اکتوبر ۱۹۹۷ء کو انتقال ہوگیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

٭ محمد طارق ندوی ٭

سوال وجواب

س:- میرے کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے، پاخانہ پیشاب سے کپڑے گندے رہتے ہیں۔ اسی درمیان احتلام ہوگیا، احتلام ہونے کے بعد پاک ہونے کا طریقہ کیا ہے تاکہ میں پاک ہوکر نماز پڑھوں؟

ج:- آپ بوجہ مجبوری حدث اکبر سے پاکی کی نیت سے تیمم کرکے نماز ادا کرسکتے ہیں، وضو و غسل پر قدرت نہیں ہے تو دونوں کے لئے تیمم کریں اور اگر صرف غسل نہیں کرسکتے تو غسل کے لئے تیمم کریں، غسل اور وضو کے تیمم کا طریقہ ایک ہی ہے۔

س:- دینی مدرسہ میں غیر مسلم اپنی رقوم کی پیش کش کرتے ہیں کیا ان کی رقم مدرسہ میں لگ سکتی ہے؟

ج:- غیر مسلم اپنی خوشی سے مدرسہ میں تعاون کرنا چاہتے ہیں تو ان کی رقم لے کر مدرسہ میں لگائی جاسکتی ہے۔

س:- محمد رئیس کو میں نے دس ہزار روپئے یہ کہہ کر دیا کہ کلیم صاحب سے لئے ہیں وہ بارہ ہزار لیں گے اور مدت معینہ ہی میں واپس کرنا ہوگا اب وہ مدت معینہ میں بارہ ہزار واپس کر رہے ہیں کیا دو ہزار زائد لے سکتا ہوں؟

ج:- صورت مسئولہ میں آپ دس ہزار سے زائد رقم نہیں لے سکتے ہیں، زائد رقم سود ہوگی جس کا استعمال حرام ہوگا۔

س:- مرے ہوئے بیل کی کھال اور ہڈی استعمال کرنا کیسا ہے؟

ج:- مردار کی کھال کو دباغت کے بعد اور ہڈی کو استعمال کرسکتے ہیں۔

س:- عیدگاہ میں نماز عید سے قبل عیدگاہ کی مرمت کے لئے چندہ کرنا کیسا ہے جبکہ بعد نماز لوگ چلے جاتے ہیں؟

ج:- ضرورت کے پیش نظر عیدگاہ کے باہر چندہ وصول کرسکتے ہیں۔

س:- زید نے بغیر والدین کی رضامندی کے شادی کی، اس وقت دونوں بالغ تھے لڑکی ۱۵ر اور لڑکے کی عمر ۱۷ سال تھی لڑکی کے والدین نے ۱۵ر مارچ ۱۹ء کو دوسری جگہ شادی کردی کیا پہلا نکاح معتبر ہے یا دوسرا معتبر ہوگا؟

ج:- لڑکے اور لڑکی دونوں بالغ ہیں دونوں نے اپنی مرضی سے گواہوں کی موجودگی میں عقد کیا ہے تو پہلا نکاح معتبر ہوا، دوسرا صحیح نہیں ہے۔

س:- اگر کوئی شخص باوضو ٹیک لگاکر سوجائے تو کیا اس کا وضو ختم ہوجائے گا؟

ج:- اس طرح ٹیک لگاکر سونے سے کہ اگر وہ چیز ہٹالی جائے تو انسان گر پڑے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

س:- کیا بیوہ عورت چار ماہ دس دن گذر جانے کے بعد چاندی کی چوڑی پہن سکتی ہے؟

ج:- بیوہ عورت عدت گذرنے کے بعد زینت اختیار کرسکتی ہے چوڑیاں بھی پہن سکتی ہے۔

س:- نسیم نے دوسرے شخص سے بطور حلالہ صرف نکاح کیا، خلوت صحیحہ نہیں کی اور طلاق لے لی کیا بعد عدت شوہر اول سے نکاح کرسکتی ہے اس طرح حلالہ کرکے نسیم شوہر اول کے ساتھ رہ رہی ہے کیا ایسا کرنا درست ہے؟

ج:- شوہر اول سے دوبارہ نکاح نہیں ہوا کیونکہ طلاق کے بعد جس سے عقد ہوا تھا اس سے ازدواجی تعلق قائم کرنا لازم تھا وہ نہیں پایا گیا۔

س:- اگر کسی کی ایک رکعت نماز چھوٹ جائے تو اس کو امام کے سلام پھیرنے کے بعد باقی رکعت پوری کرنے کے لئے کھڑا ہونے کے لئے اللہ اکبر کہنا پڑے گا، یا ویسے ہی بغیر کچھ کہے کھڑا ہوجائے گا؟

ج:- ہاں! کھڑے ہونے کے لئے اللہ اکبر کہنا سنت ہے۔

درس حدیث (بقیہ)

مشقت جھیلی تو آرام کی تدبیر سوچی وہ یہ کہ کشتی کے نچلے حصہ میں جوان کے لیے مخصوص ہے سوراخ کرلیں تاکہ خود پریشانیوں سے بچیں اور اپنے پڑوسیوں کو بھی تکلیف سے بچائیں، چنانچہ انھوں نے کہا "اگر ہم اپنے حصہ میں ایک سوراخ کر لیتے تو اوپر والوں کو تکلیف نہ دیتے۔ اب اگر اوپر والے ان لوگوں کو ان کے ارادے پر چھوڑ دیں تو سب کے سب ہلاک ہوجائیں گے۔ اور اگر اوپر والے نیچے والوں کو سوراخ کرنے سے روک دیں گے تو اوپر نیچے دونوں درجوں کے لوگ ہلاکت سے بچ جائیں گے"۔ (جاری)

ترجمہ: اور ان سے کہہ دو کہ عمل کئے جاؤ خدا اور اس کا رسول اور مومن (سب) تمہارے عملوں کو دیکھ لیں گے۔

پندرہ روزہ تعمیر حیات ایک تحریک ہے، اس کی توسیع اشاعت میں حصہ لیں۔

قارئین تعمیر حیات سے

الحمد للہ کہ پندرہ روزہ تعمیر حیات حالات حاضرہ کو سامنے رکھتے ہوئے موجودہ عہد کے تقاضوں اور مسائل کے مد نظر اپنے قارئین کو مناسب و مفید غذا فراہم کرنے میں کوشاں ہے اور خدا کا شکر ہے کہ ہمارے قارئین اس سے نہ صرف دلچسپی رکھتے ہیں بلکہ ان کی پسند اور اس سے والہانہ تعلق کے خطوط برابر ملتے رہتے ہیں جن کی تعداد سیکڑوں سے متجاوز ہوگی، لیکن تعمیر حیات چونکہ اس طرح کے خطوط شائع کرنا مناسب نہیں سمجھتا اس لئے وہ خطوط شائع نہیں کئے جاتے، بہر حال ادارہ تعمیر حیات اپنے ان قارئین کا بہت قدرداں ہے، اور ان کی ان تحریروں سے کارکنان ادارہ تعمیر حیات کے حوصلے بڑھتے ہیں۔

ہم اپنے قارئین سے یہ گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ وہ موجودہ پرآشوب دور میں تعمیر حیات جیسے رسالوں کا جو روحانی غذا فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ دور جدید کے فتنوں سے آگاہ کرتے ہیں، اور اعتدال و توازن کی راہ دکھاتے ہیں، زیادہ سے زیادہ افراد اور گھروں تک پہونچانے کی کوشش کریں کیونکہ یہ بھی ایک اہم دعوتی کام ہے۔ تعمیر حیات کا ہر قاری اگر یہ فیصلہ کرے کہ اس کو تعمیر حیات کے لئے ایک خریدار ضرور بنانا ہے تو چند دنوں میں تعمیر حیات کی اشاعت دوگنی ہوجائے گی جس سے اس کے خسارہ میں بھی کمی ہوگی، اور اس کے دعوتی مقصد کو بھی فائدہ پہونچے گا، جو تعمیر حیات کے اجراء کا اصل محرک ہے۔

یاد رکھئے اگر یہ دور علم و مطالعہ کا دور ہے، اگر ہم اپنی نئی نسل کو صحیح ذہنی غذا مہیا نہیں کر پائے گے تو وہ اپنے اس جذبۂ مطالعہ کی تسکین کے لئے غلط لٹریچر پڑھے گی اور اس کا ایک طرف مطالعہ دین سے، اسوۂ نبوی سے، اپنے اسلاف کے کارناموں سے اور امت کے سواد اعظم سے اس کا رشتہ کاٹ دے گا، خصوصاً ہمارے ملک کے حالات جس رخ پر جا رہے ہیں... اور ملک کے مستقبل کی جو تصویر بنائی جارہی ہے وہ ہماری جدید نسل کے لئے نہایت بھیانک ہے۔ لہٰذا نئی نسل کو صالح غذا پہونچانا اور خود بڑوں کو سوچنے کا صحیح رخ دینا نہایت ضروری ہے، اور خدا کا شکر ہے کہ تعمیر حیات اس کام کو مناسب طور پر انجام دے رہا ہے۔

لہٰذا اپنے قارئین سے اس کی توسیع اشاعت میں حصہ لینے کی توقع بے جا نہ ہوگی۔ ہمارے بعض قارئین ایسے ہیں جو وقتاً فوقتاً تعمیر حیات کو بطور تعاون رقم بھیجتے رہتے ہیں۔ ادارہ ایسے مخلصین کا بڑا قدرداں ہے۔ یہ حضرات اس تحریک کی شکل میں دعوتی کام میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہو رہے ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ آپ اپنے ... کے بعد جدید خریداروں کے حصول ... ہمارے ہمت اور حوصلہ کو بڑھائیں گے۔

(ادارہ)

تعمیر حیات

ترجمان ندوۃ العلماء ہے تعمیر حیات
مدتوں سے جانتے ہیں قدرداں اس کے بات
بوالحسن کی سرپرستی کا شرف کچھ کم نہیں
جانی پہچانی عرب ملکوں میں ہے ان کی ذات
یہ ادیب و عالم و خوش فکر و خوش اخلاق ہیں
بامروت مخلص و ذی مرتبہ اعلیٰ صفات
ان کے اور ان کے رفیقوں کی ہے کوشش کارگر
پندرہ روزہ نکلتا ہے جو تعمیر حیات
ہم کو اس کے بیشتر مضمونوں میں بعد حسن شعور
دین و اخلاق و شریعت کی نظر آتی ہے بات
اہل ملت! کیا ضرورت ہے کسی تلقین کی
چاہئے ہم سب خریدیں خود سے تعمیر حیات
ہم مسلمانوں میں یہ پرچہ بہت مقبول ہے
اس کی شہرت عام ہے مشہور ہیں اس کے صفات
اہل بینش کے لئے یہ آخری فقرہ کہوں
ہے یہ پرچہ بالیقین معیار تعمیر حیات
فرض انسانی شرافت کا یہی ہے اے شفیق
دن کو دن کہئے بہر صورت کو ہی کہئے رات

ــــ ڈاکٹر شفیق احمد مدنی

وباللہ التوفیق

Regd No. LW/NP56
Fax No.: (0522)330020

FORTNIGHTLY

Principal off : 372336
Guest House : 323864

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (India) Rs-5/-

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف
صندل سے تیار کردہ خوشبو
دار عطریات، عمدہ و اعلیٰ
قسم کے روغنیات و عرق
کیوڑہ، عرق گلاب
و دیگر عطریات کی
ایک قابل اعتماد دکان۔ ایک مرتبہ
تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

IZHAR AHMAD & SONS
PERFUMERS
CHOWK, LUCKNOW-3

SHOP. 241176
RES. 268898

خط و کتابت کا پتہ
اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس، چوک لکھنؤ

آپ کی خدمت میں جدید و دلکش
سونے چاندی کے زیورات کیلئے
ہمارا نیا شوروم
گہنہ پیلیس
حاجی عبد الرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں
ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ
فون نمبر ۲۶۰۴۳۳

تعمیر حیات
میں
اشتہار دیکر
اپنی تجارت کو
فروغ دیں

مئو کے نورانی تیل کی خاص
پہچان
لیبل پر لائسنس نمبر
U 18/77 اور ٹیپ کے اوپر
MAU CITY دیکھ کر خریدیں

نورانی تیل
درد، زخم، چوٹ، کٹنے جلنے کی مشہور دوا
انڈین کیمیکل کمپنی، مئو ناتھ بھنجن (یو پی)

چشمہ ساگر
جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے۔
AUTO REFRCCTO METER AR.S60
فوٹو کرامک، کوٹیڈ لینس، ہائی انڈیکس، رجیکلیس لینس
پاور دھوپ کے چشموں کا خاص مقام۔
ایک بار خدمت کا موقع دیں
آپٹیشین۔ اے رحمٰن (بیگ)
شکر قابلی مارکیٹ کے نزدیک، اعتبر گنج، اعظم گڑھ